حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ



تالیف: محمد حسیب القادری

ناشر: اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 7352022

نام کتاب: حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد حسیب القادری

پبلشرز: اکبر بک سیلرز

تعداد: 600

قیمت: -/120 روپے

ملنے کا پتہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

انتساب

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی شمع روشن کرنے والے اولین

بزرگوں میں سے ایک

حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی

المعروف حضور سیّدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دوپہر کی ہے
اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

فہرست

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ عزوجل کے پاک نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی زیادہ مہربان، رحیم اور دنیائے جہان کا پروردگار ہے نیز حضور نبی کریم ﷺ پر ان کی تمام آل پر ان کے تمام اصحاب پر بے حد درود وسلام۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے لوگوں تک اپنے پیغام کو پہنچانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو ذریعہ بنایا اور انہیں رشد و ہدایت بنا کر اس زمین پر بھیجا اور ان انبیاء کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ عزوجل کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ جن لوگوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہا وہ کامیاب و کامران ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کی دعوتِ حق پر لبیک کہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہلائے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بے شمار صعوبتیں برداشت کیں لیکن دعوتِ حق سے پیچھے نہ ہٹے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد یہ ذمہ داری اولیائے کرام اور آئمہ عظام نے اٹھائی اور دعوتِ حق کا فریضہ سرانجام دیا اور بے شمار بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ حق دکھایا۔

سلام ان پر جنہوں نے راہ دکھلائی شریعت کی
سلام ان پر جنہوں نے راہ بتلائی طریقت کی

اولیاء اللہ رحمہم اللہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں کی وہ جماعت ہے جس نے دنیاوی نعمتوں کی بجائے دینوی نعمتوں کے حصول کی جانب اپنی توجہ مبذول رکھی۔ ان

لوگوں نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر زمانے کی صعوبتوں کو برداشت کیا' گھر سے دور ہوئے' رشتہ داروں اور دنیاداروں سے اپنا ناطہ توڑ کر اپنا ناطہ اللہ عزوجل کے ساتھ قائم کیا۔ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جانشین بنے اور انہوں نے اپنے اقوال وافعال سے اس کو ثابت بھی کیا۔

کسی شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے لئے پسند کر لیتا ہے تو اس کو اپنے نور کی ایسی بینائی عطا کرتا ہے کہ اس کی روشنی میں ایسا شخص ذات الٰہی کا مکمل مظہر بن کر اس کا کان، اس کی آنکھ، اس کا ہاتھ بن جاتا ہے اور پھر اس نورالٰہی سے آفتاب الٰہی کی مانند چمکتا، دمکتا، فیض ربانی بکھیرتا اپنی زندگی گزار کر بالآخر واصل بالحق ہو جاتا ہے اور دنیا میں اپنا نام روشن کر جاتا ہے۔ ان ہی شخصیات میں ایک معتبر اور قابل عزت نام حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں بسر کی۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ پر اس کتاب کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم صحیح معنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے روشناس ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ کے مطالعہ سے اپنے دلوں کو منور فرمائیں۔ اخیر میں اللہ تعالیٰ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ المبین والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین آمین

محمد حسیب القادری

مختصر تعارف

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے اکابر صوفیاء میں ہوتا ہے۔

آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کرمان سے تھا جو کہ چھٹی صدی ہجری میں ہجرت کر کے پانی پت آ کر آباد ہوئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت ولی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں جذب و مستی اور کیفیات کا تذکرہ جابجا فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام عارفانہ روایات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کی اور اس سلسلے میں دہلی تشریف لے گئے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کئی سال تک دہلی کی ایک مسجد میں درس و تدریس اور فتاویٰ تحریر کرنے میں مشغول رہے۔

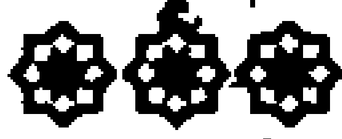
سیر و سیاحت صوفیاء کی ایک اہم خصوصیت ہے لہٰذا اسی غرض سے درس و تدریس کو چھوڑ کر سیاحت کے لئے نکل پڑے اور کئی ممالک کا سفر کیا۔ سیر و سیاحت سے واپسی پر دوبارہ پانی پت تشریف لے گئے اور دین کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اور اُن کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور محبوب الٰہی حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں بھی شامل ہو گئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر جذب و مستی کی کیفیت طاری رہتی تھی جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ جذب و مستی کی حالت میں گزرا۔ جذب و مستی کی کیفیت کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی یادگار کتب تصنیف کیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ وہ کتب ناپید ہوتی گئیں۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام پر مشتمل ایک دیوان بھی ترتیب دیا جس میں عارفانہ وارداتوں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری جذب و مستی کی کیفیت کی آئینہ دار ہے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مکتوبات بھی ملتے ہیں جو کہ ایک مجموعے کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ مکتوب توحید، ترکِ دنیا، طلب آخرت وغیرہ کے موضوعات پر لکھے گئے ہیں جن کا اسلوب نہایت سادہ اور دل نشین ہے۔





نام ونسب

نام:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے مشہور ہوئے۔

سلسلہ نسب:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب مختلف واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے جہاں سے یہ سلسلہ زوطی نومسلم زرتشتی تک جا پہنچتا ہے جنہوں نے ایران سے ہجرت کر کے کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اُن کا ہم نشین مقرر ہوا اور اعلیٰ تعلیم ظاہر و باطن اسلام سے منور و فیض یاب ہو کر معمولی انسان سے اعلیٰ انسان بنا۔ جس کے بیٹے ثابت کی پیدائش پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعائے خاص فرمائی جو یہ تھی!

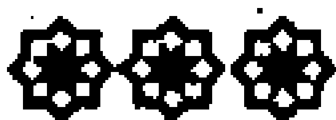
> ''اے اللہ تعالیٰ! یہ تیرا ہی کرم تھا کہ گم کردہ راہ انسانوں نے ہدایت پائی اور تیری دستگیری سے زوطی کو آتش پرست کے ہجوم سے نکالا اور ایمان کے دشوار گزار اور کٹھن راستوں پر استقامت بخشی زوطی تیرے بندے علی بن ابی طالب سے حسن ظن رکھتا ہے اور علی

ابن طالب کو تیری بے پناہ رحمت پر یقین ہے کہ تو اپنے در کے
گداؤں کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹائے گا اے ازل وابد کے مالک
زوطی کی نسل کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرما (آمین)"

اور یہ اس دُعا کا ہی اثر تھا کہ زوطی کے بیٹے ثابت کے ہاں دنیائے اسلام کا عظیم الشان اور مایہ ناز فرزند تولد ہوا اور جس نے فقہی امام اعظم کی حیثیت سے دنیائے معلومہ پر اپنی عظمت و بزرگی اور علمیت کے لازوال نشان چھوڑے جس کے پیروکار اس دور سے لے کر آج تک لاکھوں کی تعداد میں دنیا میں موجود ہیں اور تا محشر موجود رہیں گے۔ یہ بزرگ حضرت نعمان بن ثابت المعروف ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے اور ہیں۔

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

۱۔ شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ بن سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ ابن سالار حسن رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ بن سالار عزیز رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ بن ابو بکر غازی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ بن فارس رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ بن عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ بن محمد وانک رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ بن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ



والدین

حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد اور والدین کے بارے میں تاریخ خاموش ہے اور کہیں کہیں اگر کوئی بات ملتی ہے تو اس کا باہم ارتباط کرنا از حد مشکل ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا تھا جو مولانا سیّد نعمت اللہ ہمدانی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ تھیں اور اپنے زمانے کی نیک' پاک باز خواتین میں شمار ہوتی تھیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری بیوی تھیں کیونکہ ان کا پہلا عقد حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا اور وہ لا ولد فوت ہوگئیں تھیں۔ چونکہ تاریخ وفات کے بارے میں تاریخ خاموش ہے اس لئے اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک پانی پت کے شمالی حصہ میں موجود ہے۔

حضرت شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد کا علاقہ کرمان (ایران) تھا جہاں وہ مدت العمر سے رہتے چلے آئے تھے تاتاریوں نے جب کرمان پر حملہ کیا تو کرمانیوں نے تارتاریوں کو منہ توڑ جواب دیا کرمانیوں کی عظیم فتح نے ان کو دنیا بھر میں شہرت عطا کی اسی وجہ سے کرمانی قبیلے کے ہر شخص کے نام کے ساتھ اعزازی طور پر سالار کا لفظ لگایا جاتا ہے اور یہی لقب خاندانی لحاظ سے حضرت شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی لاحق ہوا اور وہ سالار فخر الدین

رحمۃ اللہ علیہ کہلانے لگے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ ہمدان کے رہنے والے تھے۔ بچپن میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کر لیا اور پھر سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کے شعبے سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت سالار رحمۃ اللہ علیہ پر بچپن ہی سے عشق کا غلبہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ طبعاً حساس واقع ہوئے تھے۔ جب بھی کسی حسین شے کو دیکھتے تو طبیعت مخلوق کی طرف مائل ہو جاتی اور مجاز میں حقیقت کا رنگ نظر آنے لگتا تھا۔ ایک روز قلندروں کی ایک جماعت ہمدان میں داخل ہوئی۔ اُن کے ہمراہ ایک حسین و جمیل لڑکا بھی تھا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دلی لگاؤ ہو گیا۔ جب قلندروں کی وہ جماعت وہاں سے جانے لگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے پیچھے ہو لئے۔ قلندروں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو کہا کہ اگر ہمارے ساتھ چلنا ہے تو پھر ہماری جیسی صورت اختیار کرنا ہوگی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابروؤں کو صاف کروالیا اور اُن کے ساتھ ہو لئے۔ قلندروں کی یہ جماعت جب مختلف شہروں اور قصبوں سے ہوتی ہوئی ملتان پہنچی تو حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے باطنی قوت سے مشاہدہ کر لیا کہ یہ نوجوان غلط راستہ پر چل رہا ہے تو اُنہوں نے اس نوجوان کے عشقِ مجاز کو عشقِ حقیقی میں بدلنے کی ٹھان لی۔

جب قلندروں کی یہ جماعت ملتان سے روانہ ہو گئی تو حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی اور آسمان کی طرف نظریں اُٹھا دیں۔ اُس وقت اس زور کی آندھی چلی کہ اُس نے سارے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور چاروں طرف اندھیرا پھیل گیا۔ قلندروں کی یہ جماعت بکھر گئی اور حضرت سالار رحمۃ اللہ علیہ بھٹکتے ہوئے حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر پہنچ گئے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگایا اور اُن

کے دل سے اُس نوجوان کی غلط محبت کو مٹا کر رکھ دیا اور اُن کا سینہ عشقِ الٰہی سے معمور کر دیا۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علیحدہ حجرہ عطا فرمایا اور ان کی روحانی تربیت فرما کر ان کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

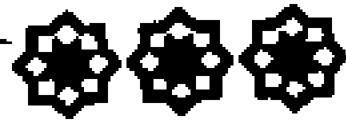
آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد فخر الدین سالار رحمۃ اللہ علیہ کو تصوف سے غیر معمولی حد تک لگاؤ تھا اور عشق باطنی میں ان کی مشغولیت بے حد نمایاں تھی اپنے اس عشق میں پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے انہیں شیخ کامل کی ضرورت تھی بعد تلاش بسیار ان کی نظر میں اس زمانے کے معروف بزرگ شاہ محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ کے تربیت یافتہ تھے معتبر ترین ٹھہرے اس لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی جسے انہوں نے شرف قبولیت بخشا۔ بیعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک حضرت شاہ سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہ کر تربیت حاصل کرتے رہے اور چودہ سال تک ریاضت وعبادت اور مجاہدے میں مشغول رہے اور نمایاں مقام تصوف میں حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شرافت ونجابت اور شغل باطن سے پوری طرح مطمئن ہونے کے بعد حضرت شاہ سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بہن حافظ جمال سے نکاح کر دیا جو اپنے دور کی پاکباز، عفت مآب اور نیک خاتون تھیں۔

اس خاتون کے بطن سے شادی کے پہلے سال ہی اللہ تعالیٰ عزوجل نے سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو لڑکا عطا فرمایا جس کا نام حضرت شاہ سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نظام الدین رکھا اور اس کی ظاہری وباطن تربیت کا بیڑا خود حضرت شاہ محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا اور اپنی نگرانی میں اس کی تعلیم وتربیت وپرورش کی۔

جب نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ جوان ہوئے تو ان کو فکر معاش ہوئی اور وہ اپنے علاقہ کرمان سے ہجرت کر کے برصغیر میں پانی پت پہنچے جہاں ان کو شاہی دستے میں ملازمت مل گئی اور اس طرح وہ کئی سال تک والدین سے ملنے وطن واپس نہ جا سکے۔

حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نظام کو کئی خطوط لکھے اور ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا مگر شاہی ملازمت سے انہیں چھٹی نہ ملی جس کی وجہ سے وہ اس خواہش کے اظہار کی تکمیل سے مجبور رہے اور وطن واپس نہ جا سکے جب معاملہ از حد بے قراری اور اداسی کی انتہا تک پہنچا تو مجبوراً سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی بیوی کو لے کر پانی پت کی جانب روانہ ہوئے اور بالآخر طویل مسافت طے کر کے بروز جمعہ اپنے بیٹے نظام الدین کے پاس پانی پت پہنچ گئے اس طرح والدین اور بیٹا دونوں باہم ملے اور اس سے ان کے اندر خوشی کی سرشاری اور بے تابی محبت کی ایسی لہر پیدا ہوئی کہ والدین اور بیٹے نے ایک دوسرے سے جدا ہونا گوارہ نہ کیا اور والدین متفقہ فیصلے کے بعد نظام الدین کے پاس رہنے لگے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات کا سال نہیں مل سکا البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پانی پت کے شمالی جانب موجود ہے جہاں ہر سال عرس مبارک ہوتا ہے۔



حضرت سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد پاک، اولادِ مصطفیٰ، جگر گوش قبول و مرتضیٰ علی عالم علوم ربانی، محقق زمان سیّد محمد بن محمود کرمانی قدس سرہ کا شمار سالکان روزگار میں ہوتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ صدق ومحبت میں مشہور تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات کرمان کے سرداروں کی اولاد میں سے تھے جو تجارت کی خاطر کرمان سے براہ لاہور دہلی آئے واپسی پر اپنے چچا سیّد احمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے ملتان گئے ملتان کے راہ میں جب وہ اجودھن سے گزرے جہاں ان کو شیخ المشائخ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضری کا شرف حاصل ہوا اور ان سے ان کی ایک خاص قسم کی الفت وانسیت پیدا ہوگئی وہاں سے وہ ملتان اپنے چچا سیّد احمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنھوں نے اپنے بھتیجے سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا اور سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں سکونت پذیر ہوگئے۔

چونکہ سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص قسم کی انسیت والفت پیدا ہوگئی تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجودھن شریف کے کئی چکر لگائے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیاس محبت بجھاتے رہے اور بالآخر انہیں کے حق دست پرست پر بیعت ہو کر ان کے منظور نظر خاص بنے اور ایک اعلیٰ مقام تصوف میں حاصل کیا۔

حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی الفت ومحبت بے

پناہ تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گوارہ نہ کیا کہ بار بار اجودھن اور ملتان کے درمیان چکراتے رہیں اور اپنے سسر کی اجازت اور بیوی کی رضا مندی سے بیوی کو لے کر اجودھن شریف مستقل تشریف لے آئے اور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عطا کردہ حجرہ مبارک میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور ہمہ وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور حاضر رہنے لگے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ سال تک حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں گزارے اور بارہ سال کی بیعت کے نتیجہ میں مقربین خاص حضرت بابا شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ میں شمار ہونے لگے۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بہت محبت تھی اس لئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ تم دونوں اکٹھے رہو اور بھائی بن کر رہو یہی وجہ ہے کہ سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بال بچوں سمیت سلطان المشائخ کی خدمت میں دہلی چلے گئے اور باقی عمران کی صحبت میں گزاری۔

ایک دفعہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے جس بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جانا چھوڑ دیا رات کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑے ہوئے دیکھا حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"مولانا نظام الدین! سیّد محمد میرے فرزندوں میں سے ہے"

صبح ہوتے ہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پر تشریف لے گئے اور پیار اور محبت کر کے انہیں اپنے ساتھ لائے اور خاطر تواضع کی چند دنوں کے بعد سیّد محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے چودہ برس پہلے رحلت فرما گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بروز جمعۃ المبارک

۷۱۱ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ کے اندر دیگر احباب کے چبوترہ میں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار بیٹے تھے۔

۱۔ سیّد نورالدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ سیّد حسین رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ سیّد خاموش رحمۃ اللہ علیہ

سیّد نورالدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

تمام کمالات انسانی سے آراستہ اور قوی الحال تھے اکثر خراسان کے قصبہ چشت میں خواجگان چشت کی زیارت کو جاتے تھے اس زمانے میں خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مطہرہ میں سے خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ چشت میں سجادہ نشین تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے مرید ہوئے اور تربیت پا کر خلیفہ مقرر ہوئے ساری عمر سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزاری' کسی کو مرید نہ کیا بڑے بابرکت بزرگ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وصال ۷۴۹ھ میں ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

میر سیّد کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان محمد تغلق کے اکابر امراء میں شمار ہوتے تھے صوفیائے باصفا کی طرح تمام صفات سے بہرہ ور تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سخاوت اور ایثار میں بے نظیر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تین سال بعد وصال پایا اور اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

سیّد حسین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام فضائل انسانی سے آراستہ تھے علم طہارت' لطافت' ظرافت' عقل وفراست' کمال حسن ونزاکت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ترین مرید تھے اور بچپن سے آخر زندگی تک حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے زیر شفقت پرورش پائی اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنا بیٹا کہتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد حسین تھے اور جس کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑتی تھی خواہ وہ کتنا ہی غمگین کیوں نہ ہو خوش وخرم ہو جاتا تھا۔

ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر حالت انقباض طاری ہوگئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غسل کیا اور کپڑے بدل کر باغ کی طرف جانے لگے اس اثناء میں سیّد حسین کو طلب فرمایا سیّد پاک کو دیکھتے ہی تبسم کیا اور فرمایا مجھ پر قبض کی حالت طاری ہوگئی تھی میں نے خیال کیا کہ باغ میں جاؤں لیکن میرے دل میں یہ خیال ڈالا گیا کہ سیّد حسین کو طلب کر و اس طرح میری قبض دور ہوگئی۔

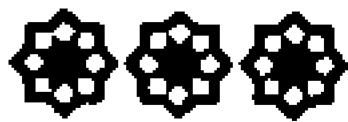
سیّد حسین کے لئے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حکم تھا کہ وہ ظہر کی نماز کے بعد ان کی خدمت میں حاضر رہا کریں اس لئے وہ ظہر کی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں موجود رہتے اور فیض صحبت اور حقائق و معارف سے بہرہ ور ہوتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب رموز و لطائف تھے اور علماء و مشائخ' امراوسلوک سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی پابوسی کے بعد ان کے گھر جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ پر اقبال برستا تھا اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روئے جہاں آرا پر حسن یوسفی چمکتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی سفارش پر فخر الدین زرادی خلافت سجادگی حضرتؒ نظام الدین

اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے اور ان کے خلافت سجادگی کے پروانہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دستخط ثبت فرمائے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کے وصال کے ستائیس سال بعد تک زندہ رہے اور اکیس شعبان ۷۵۲ ھجری کو وصال پایا۔

سیّد محمد خاموش رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل، بذل و لطافت کے سبب خاص و عام میں بے نظیر تھے اور جمال باکمال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر روشن تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر مریدین میں سے تھے اور ان کے مشہور مقرب تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں خواجہ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کا خمسہ پڑھ کر سناتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سات برس زندہ رہے اور ۷۳۲ ھجری میں عین عالم شباب میں فوت ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن دیوگڑھ میں خواجہ خضر علیہ السلام کے مقام کے عین نیچے کی جانب ہے۔



ولادت باسعادت

حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی کو پانی پت میں آئے ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ان کے گھر ۶۰۲ھ میں دوسرا بچہ پیدا ہوا۔ بچے کی ولادت سے والدین کو نہ صرف بلکہ ان کے بیٹے نظام الدین کو بھی بے پناہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی والدین نے بچے کا نام شرف الدین رکھا جو آگے چل کر اصل نام کی بجائے روحانی نام بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

جب حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو اُنہوں نے ماں کا دودھ نہ پیا بلکہ مسلسل رورو کر والدین کو بے حد پریشان کر دیا۔ قدرت تو یہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے اور پھر جب اُس کے منہ میں کچھ ڈالتے ہیں تو وہ خاموش ہو جاتا ہے لیکن یہاں تو بات ہی اُلٹی تھی۔ بچہ جب سے پیدا ہوا تھا مسلسل رو رہا تھا اور ایک لمحہ کے لئے بھی چپ نہ ہوا تھا۔

بچے کے روتے روتے پورا دن گزر گیا تو گھر کے تمام افراد پریشانی کے ہاتھوں بری طرح گھبرا گئے۔ ماں نے بہلایا' باپ اور بھائی نے اٹھایا وہ اسے گود میں لئے پھرتے رہے مگر بچہ تھا کہ چپ ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ پورے جسم کا جائزہ لیا گیا کہ کہیں کس قسم کی چوٹ یا زخم تو نہیں مگر کوئی خراش تک نظر نہ آئی۔ بچہ ہنوز آنکھیں بند کئے رو رہا تھا۔ اب یہ طے ہوا کہ اس کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہو گی۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ بچہ آنکھیں کھولے تو

111689

تکلیف کا پتہ چلایا جا سکے۔آنکھیں کھولنے کے لئے کئی جتن کئے گئے مگر بے سود۔ نہ بچہ دودھ پی رہا تھا' نہ چپ ہو رہا تھا نہ ہی آنکھیں کھول رہا تھا۔اگر بھوک سے رو رہا تھا تو دودھ پی کر ہی چپ کر جاتا مگر یہ حربہ بھی نا کام تھا۔میاں بیوی اور بڑا بیٹا تینوں پریشانی کے ہاتھوں تنگ آ چکے تھے۔دائی سے بات کی تو دائی نے اُن سے کہا۔

''بچہ آنکھیں کھولے تب ہی کسی بیماری یا تکلیف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے''

جب دائی اور بچے کی ماں عاجز آ گئیں تو حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ جس جگہ دوا کارگر نہ ہو وہاں دُعا کام کر جاتی ہے۔ یہ سوچ کر وہ وضو کر کے مصلے پر آ گئے اور سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ عزوجل سے عرض گزار ہوئے۔

''اے قادر مطلق! تو کریم ہے میری عقل اور تدبیر کمزور ناقص ہے مگر میں نے پھر بھی اس کو حتی المقدور استعمال کیا ہے میری تمام کوششیں اور تدابیر اکارت گئی ہیں بچے کا رونا نا قابل برداشت ہیں میں تیری مدد چاہتا ہوں تو اپنے فضل سے بچے کا رونا بند کر دے اور اس کی آنکھیں کھول دے مولا کریم! تو جب تک میری دُعا قبول نہ کرے گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا۔''

دُعا کے بعد حضرت سالا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں طمانیت اور تشفی پیدا ہو گئی۔ مگر اب انتظار تھا دُعا کی قبولیت کا اسی حالت میں حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ پر غنودگی طاری ہو گئی اور حالت خواب میں ان کو بشارت دی گئی۔

''تمہاری مراد دو دن کے اندر پوری ہو جائے گی''

خواب دیکھتے ہی غنودگی غائب ہو گئی اور حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو گمان ہوا کہ یہ خواب کہیں وسوسہ شیطانی تو نہیں ہے۔اسی وجہ سے وہ سجدے میں بدستور پڑے

رہے۔انہیں دوبارہ بتایا گیا کہ ہاتف غیبی کو وسوسہ شیطانی نہ سمجھ' تمہاری مراد دو روز بعد بر آئے گی۔

حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ خوشی سے اٹھے اور یہ خبر اپنی بیوی کو بھی سنائی جو روتے ہوئے بچے کو لئے بیٹھی تھی۔ سبھی گھر والے' پڑوسی اور محلے دار حیران تھے کہ بچہ مسلسل رو رہا ہے مگر نہ تو اس کی آواز بیٹھ رہی ہے نہ وہ تھک رہا ہے بس روئے جا رہا ہے دودھ سے بے نیاز آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور نہ ہی اُس کی توانائی میں کوئی فرق آ رہا ہے۔ جبکہ حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی دُعا پر کامل یقین تھا مگر جس بات نے انہیں ازحد بے چین کر رکھا تھا وہ بچے کی مسلسل گریہ وزاری تھی۔

بچے کی ماں نے اپنے شوہر سے کہا!

''مشیت ایزدی پر میں بھی قانع ہوں مگر بچہ رو رو کر نڈھال ہو رہا ہے کسی صادق کو تلاش کرو شاید اس کی تدبیر سے ہی ہمارے لئے کوئی بہتری پیدا ہو جائے۔''

دعا کی قبولیت:

بیوی کی یہ بات سن کر حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ گھر سے باہر نکلے تو انہوں نے ایک درویش کو دیکھا جس نے چمڑے کا لباس زیب تن کر رکھا تھا حضرت فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خیال پیدا ہوا کہ یہ کوئی سائل ہے انہوں نے رواداری میں کہا!

''بابا! کسی اور وقت میں آنا' اس وقت میں عجلت میں ہوں آپ کی حسب استطاعت خدمت کر دوں گا۔''

درویش نے سالار فخر الدین کی طرف دیکھا اور کہا۔

''شیخ فخر الدین! تو کیا کہہ رہا ہے میں تمہیں کچھ دینے آیا ہوں تم سے کیا لوں گا' تمہیں تمہارا بیٹا مبارک ہو' میں تو اس کے دیدار

کو آیا ہوں جلدی کرو اس کو میرے روبرو لاؤ۔"

سالار فخر الدین نے غور سے درویش کو دیکھا ان کے قلب و ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور بلا تامل بولے!

"بابا آیئے! شاید میں آپ ہی کا منتظر تھا۔"

یہ کہہ کر حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اندر سے بچے کو لے آئے اور درویش کے سامنے رکھ دیا بچہ بدستور رو رہا تھا اس کی آنکھیں بھی بند تھیں۔ درویش نے بچے کو اٹھایا اور کہا!

"قلندر! آپ دنیا میں آ گئے ہیں اس لئے آنکھیں کھول دو اور رونا بند کرو۔"

اس کے بعد درویش نے بچے کے کان میں قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی آیت پڑھنے کی دیر تھی کہ بچے نے رونا بند کر دیا اور آنکھیں بھی کھول دیں۔

حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی حیرت سے بچے اور درویش کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی!

"درویش! یہ بچہ دودھ بھی نہیں پیتا"

درویش بولا!

"گھبراؤ مت آپ دودھ پلاؤ' یہ دودھ بھی پیئے گا اور روئے گا بھی نہیں"

بچے کے ماں اور باپ دونوں مطمئن ہو گئے کیونکہ اب بچہ دودھ بھی پی رہا تھا اور رونا بند کر چکا تھا۔

درویش پھر گویا ہوا!

"یہ بچہ کوئی معمولی شخصیت نہیں یہ قلندر ہے یہ ایک عظیم

روح ہے اس لئے اس کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رہے۔ بچہ ازلی مادرزاد ولی ہے قرآن کریم کی آیت کے احترام میں بچہ فوراً چپ کر گیا ہے جبکہ پہلے تین روز سے مسلسل رو رہا تھا''

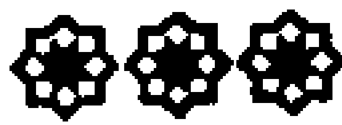
حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اُس درویش کی تواضع کرنے کی حتیٰ الامکان کوشش کی لیکن درویش نے کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کر دیا اور حضرت سالار فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا!

''برادر! تو ہمیشہ خوش رہے' آج تو نے میری جو تواضع کی ہے وہ مجھے قیامت تک یاد رہے گی۔''

روایات میں ہے اُسی درویش نے بچے کا نام شرف الدین رکھا تھا۔

جوں جوں یہ بچہ بڑا ہوتا گیا اس سے حیرت انگیز واقعات رونما ہونے لگے اور ان میں سے متعدد واقعات کی اُس درویش نے پیشین گوئی کی تھی جو پوری ہوتی نظر آئی۔

یہ درویش مشہور بزرگ قلندر جمال شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ان کی آخری آرام گاہ اٹک شہر کے نزدیک دریائے اٹک پر واقع ہے۔



تعلیم وتربیت

ظاہری تعلیم:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم پانی پت میں ہی مکمل کی اور بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کم سنی میں ہی تمام علومِ ظاہری سے آراستہ ہو گئے اور مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے پانی پت سے دہلی تشریف لے گئے اور یہاں پر مختلف اساتذہ کے زیرنگرانی اپنی تعلیم مکمل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور علمائے کرام میں ہوتا تھا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بیس برس تک دہلی میں قطب مینار کے پاس درس و تدریس کا فیض جاری رکھا۔ دہلی کے اکابر علماء مولانا قطب الدین، مولانا وجیہہ الدین پائلی، قاضی ظہور الدین بجواری، قاضی حمید الدین، صدر شریعت مولانا فخر الدین پائلی وغیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر اور فضیلت کے معترف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی زبان کے ماہر اساتذہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ، حدیث، تفسیر پر عبور حاصل کیا۔ فارسی اور ہندی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شروع ہی سے شاعری کی طرف گہرا میلان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری علوم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دھوم سارے دہلی میں گونج رہی تھی۔

باطنی تعلیم:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دہلی کی مشہور مسجد قوۃ الاسلام میں درس و

تدریس کے شغل میں مشغول تھے کہ اچانک ایک درویش آیا وہ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مخاطب ہوا!

''شرف الدین! جس مقصد کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے
وہ تو تو نے بھلا دیا ہے۔''

حضرت بو علی قلندر نے پوچھا!

''بزرگوار! وہ کون سا ایسا مقصد ہے جس کو میں بھلائے
بیٹھا ہوں اور حقیقت احوال سے بے خبر ہوں۔''

وہ درویش بولے!

''شرف الدین! کیا اپنی پیدائش کا واقعہ بھول گیا ہے اس
وقت کسی درویش نے تیرے متعلق کیا پیش گوئی کی تھی اور تمہاری دنیا
میں آمد کا کیا مقصد بیان کیا تھا اور کیا تم نے ابھی تک اس مقصد کے
لئے کوئی سعی و کوشش کی ہے یا نہیں؟''

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ درویش کی بے باکی اور پر تاثیر آواز سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل و دماغ پر ایک عجیب قسم کی ہلچل پیدا ہو گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ وہ اس پیشہ درس و تدریس کو چھوڑ کر تصوف کے میدان کارزار میں کود جائیں اور بلا خطر دنیا کی اس خواہش نفسی کی آگ سے اپنے آپ کو باہر نکال کر مالک حقیقی کے بحر معرفت سے نہ صرف روشناس ہو جائیں بلکہ اس کے اندر اپنے آپ کو غرق کر کے حقیقی معنوں میں واصل الی الحق ہو جائیں۔

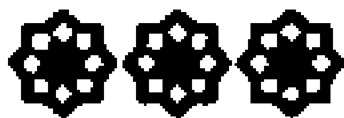
اُس درویش کی زبان میں نہ جانے کیا تاثیر تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لمحہ بھر میں فیصلہ کیا اور جذب و مستی کے سمندر میں غرق ہو گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اس قدر جذب و مستی کا غلبہ طاری ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اپنا تمام سرمایہ کتب علوم و فنون اٹھا کر دریا برد کر دیا اور

خود جذب و مستی کے عالم میں مسافرت اختیار کر لی اور جنگل میں جا کر سانس لیا۔

جب جنگل میں بھی دل نہ لگا تو پھر شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ گھومتے گھامتے عراق و خراسان سے ہوتے ہوئے قونیہ روم پہنچے اور وہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرشد پاک حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی صحبت اختیار کر لی جس کے نتیجہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قلندرانہ وضع قطع اختیار کر لی اور بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں سے جبہ و دستار بھی حاصل کیا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تصنیف میں حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کا اعتراف کیا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے اکتساب فیض حاصل کرتے رہے اور انہیں کی صحبت سے ہی انہوں نے قلندریہ فرقہ کا رواج روم میں کیا اس بارے میں صاحب روایت کا کہنا ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ' مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی نظر کرم فرمایا کرتے تھے۔



بیعت

اخبار الاخیار کے مطابق! حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کسی مشہور بزرگ سے نہیں ملتی تاہم مختلف روایات کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت خواجہ قطب الدینؒ بختیار اوشی المعروف کا کی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں ہو گئی تھی جبکہ بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منسوب ہے۔ تاہم روایات قدرے صحیحہ کے مطابق حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت قطب الدین بختیار اوشی کا کی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔

سلسلہ بیعت:

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت قطب الدین اوشی کا کی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ محمد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابو اسحٰق شامی حسنی سالار چشتیاں

خلیفہ خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ امین الدین ابی ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابرہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابوالفیض فیصل رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

ایک اور روایت کے مطابق! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت خلافت شیخ امام الدین ابدال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور ان کی نسبت خلافت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

مندرجہ بالا دیئے گئے شجرہ طریقت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک طریقت چشتی تھا۔

بیعت سلسلہ نظامیہ چشتیہ:

بروایت جواہر فریدی!

ایک مرتبہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی کے دل میں خیال آیا کہ کسی ایسے شخص کا مرید ہونا چاہئے جو آسمان میں تصرف رکھتے ہوں پھر یہ آسمان اول پر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیائے رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر نماز میں مشغول ہیں۔

پھر یہ دوسرے آسمان پر گئے وہاں بھی یہی دیکھا پھر تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں پر بھی یہی کچھ ملاحظہ کیا۔ غرضیکہ اسی طرح ملاحظہ کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سات آسمان پر گئے اور ہر جگہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو مصلے پر نماز میں مشغول پایا۔ بعدازاں ستر حجابات ظلمات کے بھی طے کئے اور ہر جگہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سفید مصلے پر ایستادہ دیکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بائیں جانب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح العالم رحمۃ اللہ علیہ نماز میں مشغول تھے۔

دوسرے روز حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے باقی ستر ہزار حجاب میں سے پچاس ہزار حجاب طے کئے تو وہاں بھی حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سجادہ سفید پر ایستادہ دیکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضور محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"بوعلی! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کی مزید ضرورت کیا ہے؟"

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا!

"اب چوبیس ہزار حجابات باقی ہیں ان سے بغیر وسیلہ پیر کے گزرنا دشوار ہے۔"

حضور محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"کل عصر کے وقت میں دریائے جمنا پر موجود ہوں گا تم وہیں آکر مرید ہونا۔"

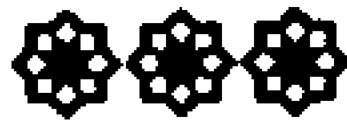
جب عصر کا وقت ہوا تو حضرت دریا کے کنارے تشریف لائے اور سر مبارک سے کلاہ اُتار کر دریا میں ڈال دی کلاہ غائب ہوگئی۔ چند یارانِ طریقت جو ساتھ حاضر تھے نے ہر چند اُس کو ڈھونڈا مگر کہیں نہ پایا پھر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کے اندر ہاتھ ڈال کر شجرہ پڑھا اور شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا۔

تھوڑی دیر بعد جب ہاتھ مبارک پانی سے باہر نکالا تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سے اس واقعہ کی نسبت دریافت کیا جس پر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حقیقت ظاہر فرمائی۔

بقول محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے خرد سالی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل کی تھی۔

اویسیہ نسبت:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرد کامل اور مظہر کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بلاواسطہ تربیت حاصل ہوئی تھی جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ جمیع کمالات، ولایت و خلافت کبریٰ پر فائز ہوئے اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اویسیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا لقب ''بوعلی'' اختیار کیا۔



حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاقطاب حضور قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اجل اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قصبہ اوش جو کہ فرغانہ کے قریب واقع ہے میں دوشنبہ ۵۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی صرف ڈیڑھ برس کے ہی تھے کہ والد محترم کا سایہ شفقت سر سے اُٹھ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے کی جو کہ نیک، خدا رسیدہ اور اپنے دور کی نامور ولیہ تھیں۔

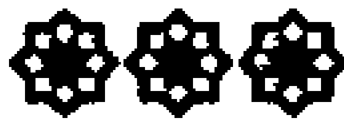
آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم مولانا ابوحفص اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا ابوحفص اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اپنا دست شفقت رکھتے ہوئے ابتدائی تعلیم و تربیت کے مراحل طے کروائے اور ''بختیار'' کا لقب دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف چار روز میں قرآن پاک حفظ کیا اور سن شعور تک پہنچتے پہنچتے تمام ظاہری علوم سے بہرہ ور ہو چکے تھے۔

باطنی علوم کی تکمیل کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ سترہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت

سے نوازا اور دہلی کی خلافت عطا فرمائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے توکل کی شان یہ تھی فتوح و نذر وغیرہ قبول نہ فرماتے اور قرض لینے کے خلاف تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض سے ہزاروں غیر مسلم اسلام کی دولت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سماع کا شوق تھا اور حالت وجد میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۳۳ھ میں ۵۲ برس کی عمر میں وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ حضرت سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مہرولی شریف (دہلی انڈیا) میں اب بھی مرجع گاہ خلائق خواص و عام ہے۔



حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء المعروف محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے اُن عظیم المرتبت اولیاء میں سے ہیں جن کو بارگاہِ رب العزت سے محبوب کا خطاب ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے ایک عالم بہرہ ور ہوا۔

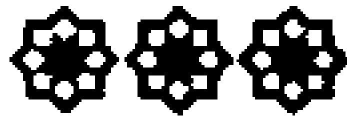
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت خواجہ سیّد احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ بخارہ سے لاہور ہوتے ہوئے بدایوں تشریف لا کر متوطن ہوئے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ۶۳۱ھ میں بدایوں ہی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سیّدہ بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا اپنے دور کی نامور ولیہ اور خدارسیدہ خاتون تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم والدہ کی زیرِ تربیت حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رسائی حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ تک ہوئی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۲۰ برس کی عمر میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت بابا فرید الدین

مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔ وہ تقریباً ۷۵ سال سے مسلسل بندگانِ خدا کی رہنمائی کر رہے تھے لیکن اُن کی نظریں پھر بھی ایسے جوہر کی متلاشی تھیں جو اُن کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں نظر آیا۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا اور خلافت سے نوازا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ تقریباً ۷۰ برس تک خلق خدا کو فیض پہنچانے کے بعد ۷۲۵ھ میں اس دنیا سے واصل بالحق ہوئے۔ حضرت رُکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نصیر الدین چراغ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لحد میں اُتارا۔ وصیت کے مطابق درگاہ شریف کی مسجد کے نزدیک آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک آج بھی دہلی (انڈیا) میں مرجع گاہ خلائق خواص و عام ہے۔



حضرت شیخ شہاب الدین عاشقِ خدا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کمال بزرگ تھے اور روایات صحیحہ کے مطابق حضرت شیخ شہاب الدین شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش خلق تھے عشق حقیقی اور عشق مجازی میں ازحد بلند درجہ رکھتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ بدر الدین غزنوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت رکھتے تھے اور ہر وقت شیخ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے رات دن ان کی معیت میں رہ کر مجاہدات و ریاضت میں مستغرق رہے اور انہیں کے توسل سے پہلے عشق مجازی یعنی عشق مرشد میں غرق ہوئے اور وہاں سے ترقی کرتے ہوئے عشق حقیقی یعنی فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچے۔

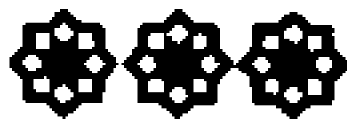
آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عاشق خدا کا لقب اور اعزاز بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور ان کی زیر نگرانی تربیت پاکر ان کے خلیفہ اعظم کہلائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزید حالات کا علم نہیں ہو سکا کیونکہ سیرۃ و سوانح اور تاریخوں میں ان کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مستفید ہوتے رہے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے دریائے چناب (چنیوٹ ضلع جھنگ) پر ایک مدت تک چلہ کشی کی اور وہ حجرہ جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں مشغول

رہے۔ یہ جگہ آج بھی محفوظ موجود ہے اور دور دور سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔
دریائے چناب نے اس جگہ جہاں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ تھا وہاں سے اپنا رخ بدل لیا ہے اور یہاں کافی جگہ ہے اسی جگہ اہل ثروت وحشمت نے ایک مسجد بھی تعمیر کرا رکھی ہے جہاں قیام گاہ کا بھی انتظام ہے ہر سال یہاں ایک میلہ بھی لگتا ہے محفل سماع منعقد ہوتی ہے اور وہاں عجیب سرور ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ چلہ کشیوں میں گزارہ ہے اور ریاضت ومجاہدہ کے سخت ترین اور دشوار ترین راہوں کو طے کر کے یہ اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک عید گاہ مہرولی (دہلی) سے جانب شمال تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خواص وعام ہے۔



حضرت بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

عاشق صاحب احوال' چشیدہ شربتِ وصال' واعظ بکلمات معنوی' مقتداء اہل سماع شیخ بدرالدین غزنوی قدس سرہ جمیع صفات پسندیدہ سے آراستہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل عشق سماع میں ممتاز تھے تمام مشائخ وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کو بالاتفاق قبول کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ایک خاص الخاص واعظ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیریں زبان وعظ سننے کے لئے آنے والے ہر فرد کے دل پر بہت زیادہ اثر کرتا تھا اور وہ اس قدر وعظ سننے میں محو ہو جاتا تھا کہ اسے گرد و پیش کا ہوش تک نہ رہتا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سننے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مکرم نے یہ خواہش ظاہری کی کہ ان کی حضرت خضر علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہو جائے چونکہ یہ خواہش والد محترم کی تھی اور شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کا حکم ٹالنا گناہ سمجھتے تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والد محترم سے فرمایا کہ وعظ میں جس وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائیں گے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش انشاء اللہ العزیز الحکیم پوری کر دی جائے گی۔

چنانچہ وعظ کے دوران جب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے اپنی خواہش کا دوبارہ اظہار کیا اس پر شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا کہ بابا

جان اگر حضرت خضر علیہ السلام اس محفل میں دکھائی دے رہے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان سے مل لیں مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے لہٰذا جب بیٹے کی رضامندی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت خضر علیہ السلام کے قریب پہنچے تو وہ اچانک نظروں سے غائب ہو گئے اب تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بہت پریشان ہوئے اور بدرالدین سے کہنے لگے!

"بیٹے! خضر علیہ السلام تو مجھے دیکھتے ہی نظروں سے اوجھل ہو گئے اگر وہ مجھ سے بات کرتے تو میں ان سے کہتا کہ وہ تمہیں کسی مرشد کا پتہ بتائیں میں جب تمہیں بغیر مرشد کے دیکھتا ہوں تو مجھے سخت دکھ ہوتا ہے۔"

حضرت بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کہا!

"بابا جان! میں خود بھی کسی مرشد کی تلاش میں ہوں مگر یہ کام اتنا آسان بھی نہیں ہے کیونکہ مجھ جیسے گناہ گاروں کو پیرومرشد مشکل ہی سے ملا کرتے ہیں۔"

شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ایسے مرشد کی ضرورت تھی جس سے وہ بیعت ہونے کا اعزاز بھی حاصل کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایک لمحہ اسی اضطراب کی حالت میں گزر رہا تھا کہ انہیں تصوف کی دنیا میں رہنمائی کے لئے کوئی روحانی رہنما اور رہبر مل جائے ایک رات اسی سوچ میں محو تھے کہ آپ کو نیند آ گئی اور خواب میں آپ زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہوئے۔ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کم عمر نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔

"ہم قطب الدین نامی اس نوجوان کو تمہارا مرشد بنا رہے ہیں اب تم اسی کے ہاتھ میں بیعت کر لو۔"

یہ خواب دیکھتے ہی شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی اور خواب میں

حضور رسول کریم ﷺ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کے لئے جس نوجوان کی جانب اشارہ کیا تھا حضرت بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ گھر سے رخصت ہونے سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اپنے والدین سے اجازت طلب کی وہ اپنے بیٹے کو کسی طور بھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونا دینا چاہتے تھے مگر چونکہ ان کو خواب میں حضور رسول کریم ﷺ کی طرف سے بشارت ہوئی تھی اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے کے ارادے میں حائل ہونا مناسب نہیں جانا البتہ یہ بات ضرور ہوئی کہ جب حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ گھر سے رخصت ہونے لگے تو ان کے والد نے انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولے۔

"بیٹے! آخری بار مجھے اپنا دیدار کر لینے دو کیونکہ تو مصائب اور آزمائشوں کے جس سفر پر روانہ ہو رہا ہے وہ بہت کٹھن ہے عین ممکن ہے کہ پھر ہم کبھی بھی تمہاری صورت نہ دیکھ سکیں۔"

اس بات کو سن کر شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی آبدیدہ ہو گئے انہوں نے آخری مرتبہ اپنے باپ کے قدموں کو چھوا، ماں کی دعاؤں سے اپنا دامن بھرا اور مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں آس پاس کے شہروں اور قصبات میں مرشد کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر جب کامیابی نہ ہوئی تو بڑے بڑے شہروں سے ہوتے ہوئے لاہور آئے اور یہاں پر بھی ناکام ہونے کے بعد دہلی تشریف لے گئے۔

شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جب مرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے تھے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ساٹھ برس تھی وہ نہ صرف شادی شدہ تھے بلکہ ان کے بیٹے بھی اپنے گھروں کے ہو چکے تھے۔

دہلی پہنچتے ہی انہیں بتایا گیا کہ ان کا داماد دہلی کے ایک قید خانے میں سزا کاٹ رہا

ہے جسے سن کر انہیں انتہائی قلق ہوا وہ سرائے سلطان روانہ ہو گئے ان کا ارادہ تھا کہ وہ یہاں کے سلطان سے مل کر اپنے داماد کے بارے میں سفارش کریں گے کہ اتنے میں انہیں اپنے سامنے اپنا داماد آتا دکھائی دیا داماد کے ہاتھ میں کپڑے کی پوٹلی تھی جس میں اغلباً اشرفیاں تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ اسے دیکھ کر انتہائی خوش ہوئے مگر ساتھ حیران بھی کہ اگر ان کا داماد جیل میں بند تھا تو وہ اشرفیوں والی تھیلی لے کر ان کے سامنے کس طرح آ گیا۔

ادھر داماد نے بھی اپنے سسر کو دیکھا تو وہ بے حد خوش ہوا اور انہیں اپنے گھر لے آیا یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد سے سوال کیا کہ۔

"بیٹے کیا تم جانتے ہو کہ میں دہلی کیوں آیا ہوں؟"

داماد نے کہا!

"مجھے اس سوال سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ غیر متوقع طور پر دہلی آ گئے ہیں اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں پا کر بے انتہا خوشی محسوس کر رہا ہوں۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد سے فرمایا!

"بیٹے! تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ابھی تک کسی کی مریدی اختیار نہیں کی خواب میں مجھے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ میں خواجہ قطب الدین نامی ایک نوجوان کو تلاش کر کے اسے اپنا مرشد بنا لوں میں اسی لئے بہت سے شہروں اور قصبوں میں مرشد تلاش کرتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں اور جب تک مجھے کامیابی نہیں ہو گی میں اپنی جستجو کا سفر جاری رکھوں گا۔"

داماد نے کہا!

"اگر خواجہ قطب الدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آجائیں تو
کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں پہچان لیں گے؟"

شیخ بدرالدین غزنوی نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا!

"کیوں نہیں، میں ضرور اپنے مرشد کو شناخت کرلوں گا۔"

داماد کے استفسار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری اس وقت عمر ستر سال کے قریب ہے۔ یہ بات سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد کے چہرے پر گہری شکنیں پڑ گئیں اور وہ پرسوچ انداز میں بولا۔

"پدر بزرگوار! میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جس بزرگ سے ملواؤں
گا ان کی عمر بمشکل سترہ سال کی ہوگی تو کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بڑھاپے
میں ایک نوجوان کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے؟"

شیخ بدرالدین غزنوی نے کہا!

"حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مجھے جس بزرگ
کو اپنا مرشد بنانے کا حکم ہوا ہے اس کی عمر اتنی ہی تھی لہٰذا تم مجھے فوراً
ان سے ملوادو۔"

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے داماد کے ہمراہ اس وقت کے صاحب حال بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اس وقت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں محفل سماع جمی ہوئی تھی اس محفل میں قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف رکھتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے داماد نے دور سے ہی اشارہ کرکے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تعارف کروایا۔

شیخ بدرالدین غزنوی (اپنے داماد سے)!

"خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جو

یہ بزرگ ہیں ان کی عمر کیا ہوگی؟"

داماد نے کہا!

"ایک سوتیس سال۔"

حضرت بدرالدین غزنوی! انتہائی حیران کن انداز میں سوچنے لگے کہ کیا ایک سو تیس سالہ بزرگ بھی ان کے پاس اس طرح عقیدت واحترام سے بیٹھا ہوگا جیسے وہ اس کا مرشد ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا داماد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہاں چھوڑ کر خود واپس چلا گیا اور بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس محفل سماع میں بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گئے محفل سماع ختم ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے اور فوراً انہیں شناخت کرلیا اور جذبات سے مغلوب ہوکران کے قدموں میں سر جھکا دیا اور عرض کیا۔

"حضرت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اختیار کرنا چاہتا ہوں
مجھے اس کی اجازت فرمائی جائے۔"

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"بدرالدین! جس رات تم نے خواب میں حضور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تھی تو اسی رات میرا مرید بن گیا تھا۔"

اتنا سنتے ہی بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں جھکا دیا اب وہ بہت خوش تھے انہوں نے انتہائی عقیدت سے عرض کیا۔

"مجھے عالم رویا کے علاوہ اس دنیا میں بھی بیعت کا شرف
عطا فرمایا جائے اور خواجگان چشت کی رسم ادا کی جائے۔"

خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ! تیری یہ خواہش بہت جلدی پوری کردی جائے گی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بدرالدین غزنوی کو کلاہ چہار ترکی مرحمت فرمائی اور کہا۔

"بدرالدین اوپر دیکھ۔"

جب بدرالدین آسمان کی طرف دیکھنے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"بدرالدین آسمان پر کچھ نظر آیا؟"

حضرت بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بولے!

"میں تحت الثریٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں وہاں
اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا ہے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آیا۔"

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد بنانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں آستانے پر ہی رہنا شروع کر دیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلافت بھی انہیں عطا کر دی اور خرقہ بھی عطا کیا پھر انہوں نے بدرالدین کو چند نصیحتیں کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے بدرالدین! ہمارے پیروں کی پیروی کرتے رہنا'
ہمیشہ فقیروں' درویشوں سے محبت کرنا' فقر و فاقہ کو اپنا شعار بنانا'
چھوٹوں سے شفقت کرنا اور بڑوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا۔"

الغرض شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی خدا سے عشق کرتے گزار دی' علم و عرفان' کشف اور تصوف میں آپ کو جو کمال حاصل ہوا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی اور ہم عصر کو نصیب نہ ہو سکا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

"درویشی راحت و آرام کا نہیں بلکہ درویشی اذیتوں اور
مشکلات کو برداشت کرنے سے ملتی ہے۔"

اسلام کا یہ عظیم فرزند جس کا نام اسلامی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا ہے ۶۵۶ ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔"

بقول سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ!

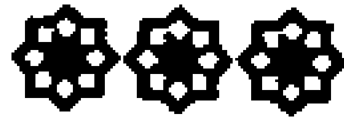
آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر ضعیف ہو گئے تھے کہ حرکت نہیں کر سکتے تھے لیکن جب آپ

رحمۃ اللہ علیہ سماع سنتے تو دس سالہ لڑکے کی مانند رقص کرنے لگتے۔ ایک دن کسی نے کہا کہ شیخ! آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت کمزور ہو گئے ہیں رقص کیوں کرتے ہیں؟"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

"میں رقص نہیں کرتا بلکہ عشق مجھے نچاتا ہے جسے عشق ہے
اسے رقص بھی ہے۔"

شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دہلی میں خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خواص و عام ہے۔



کیفیت جذب وسکر

ہم گذشتہ اوراق میں یہ تحریر کر آئے ہیں کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بیس برس تک دہلی میں قطب مینار کے پاس عوام الناس کو درس دیتے رہے اور یہ بات ثابت ہے کہ آپ بہت زبردست عالم دین تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا جو کہ علومِ اسلام کے بحرِ بے کراں تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلندر بن جانے کا واقعہ کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے تو ایک فقیر یا مجذوب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منبر کے عین سامنے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ

> ''اے شرف الدین! افسوس کہ جس کام کے لئے تو پیدا کیا گیا ہے تو نے اسے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ کب تک اس قال میں مصروف رہے گا؟''

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو اپنی قیمتی کتابوں کو دریا میں غرق کر دیا اور خود عالم جذب وسکر میں چلے گئے اور قلندر کہلائے۔

قلندر کون؟:

قلندر دراصل صوفیائے کرام کی وضع کی ہوئی اصلاح ہے۔ طریقت کے اُن سالکین کو ''قلندر'' کہا جاتا ہے جن کا ظاہری عمل عام لوگوں کی نظر میں اتنا زیادہ نظر نہ آئے۔

لیکن در حقیقت ان کا قلبی عمل بہت زیادہ ہوتا ہے' جو عام لوگوں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ وہ غیر حق کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں دیتے۔ اپنے ارادوں' خواہشوں اور تمناؤں کو ترک کر کے راضی بہ رضا رہتے ہیں۔ اور اس میں ہی دلی سکون حاصل کرتے ہیں۔ غرضیکہ تمام توجہ کا مرکز اور محور دل کے روحانی جذبات کو بنانا' قلندر کی خصوصیت ہے۔ اسی لحاظ سے قلندری طریقہ کے دو جز بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک زہد' دوسرا محبت۔ مقصد یہ ہے کہ صرف ایک کا ہو جانا چاہئے' دوسروں کو ترک کرنا چاہئے اور ان سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''خود کو مناعات سے مجرد کرنا' یعنی نفس کے خلاف چلنا اور جیسے حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اس طرح کرنا قلندری طریقہ ہے۔''

تحقیقات الصوفیہ میں بیان کیا گیا ہے!

''قلندر اس کو کہا جاتا ہے' جو تارک الدنیا ہو' مجرد ہو اور نفسانی لذتوں سے دور ہو۔''

کشف اللغات میں قلندر کی تعریف کچھ یوں ہے!

''قلندر اس کو کہا جاتا ہے' جو دونوں جہانوں سے آزاد اور صرف معبود میں محو ہو۔''

غرضیکہ معرفت نفس' راضی بہ رضا رہنا' اپنے جذبات' خواہشات اور ارادوں کو ترک کرنا' استغنا' عالی ہمتی مسلسل جہد قلندری طریقہ کے اجزائے ترکیبی ہیں' اسی کیفیت ما نام مستی ہے اور مستی میں قلندری طریقہ کی پہچان ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قلندریت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلندر وہ ہے جس کے دل میں دنیا کے خطرات اور مشکلات کا خوف و ہراس نہ ہو۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

قلندر کو جو روحانی فتوحات حاصل ہوتی ہیں' وہ کسی بادشاہ کی فوجیں بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

دبدبۂ قلندری' طنطنہ سکندری
آں ہمہ جذبۂ کلیم ایں ہمہ سحر سامری
آن بہ نگاہ می کشد ایں بہ سپاہ می کشد
آں ہمہ صلح و آشتی' ایں ہمہ جنگ و داوری

رازِ مستی:

قلندریہ طریق کا راز مستی میں مضمر ہے۔مستی کی تعریف اس طرح کی جا سکتی ہے کہ مستی جذباتی اور تصوراتی انسان کے ہمت کا مظہر ہے' جو حق اور انصاف سے نمودار ہوتی ہے اور حالات کے دستور کے موافق عمل کا رخ اختیار کرتی ہے' جو تردد اور تاویلات کے توہمات سے بالاتر ہوتی ہے۔یعنی مستی کا مفہوم عمل صالح میں مضمر ہے اور عمل بھی وہ جو ناکامی سے روشناس نہ ہوتا ہو۔یہی وجہ ہے کہ مستی کی وجہ سے زندگی جہد مسلسل بن جاتی ہے اور لاکھوں انسانوں کے روحانی' ذہنی' اخلاقی اور سیاسی اصلاح کا باعث بنتی ہے غرضیکہ مستی عشق کی اعلیٰ و ارفع منزل ہے۔جوش' جذبہ' محویت اور استغراق اس کی خصوصیات ہیں۔

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی مثنوی ''رہبر نامہ میں'' مستی کی تشریح اس طرح کی ہے!

مستی آنست کہ از خود رہد
غافل از کار جہانی می شود

''یعنی مستی وہ ہے جو انسان خود سے آزادی حاصل کرے
اور دنیوی کاروبار سے بے خبر ہو جائے۔''

ایک دوسری جگہ حضرت بچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

''تمام دوست جذب و مستی کے عالم میں خود پرستی سے
توبہ کرنے لگے۔''

یاران ہمہ جذب و مستی
شد توبہ کناں ز خود پرستی

ایک صاحب نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تدبر اور عمل کو قلندری کی مستی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عظیم مدبر تھے' جنہوں نے قرآن حکیم کی حکمت حاصل کر کے مکر اور منافقت کے خلاف سخت جدوجہد کی انہوں نے بدعتی اشخاص کے بدکرداریوں کو ظاہر کیا اور انسانی معاملات میں صحیح اور صحت مند اصولوں کو عملی صورت میں ہمارے سامنے رکھا۔

طریقہ قلندری:

''قلندر نامہ'' کے مصنف حکیم فتح محمد سیوھانی کا دعویٰ ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ قلندری حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے کیونکہ یہ سلسلہ سیّد جمال رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علی بن موسیٰ رضا' امام جعفر صادق' امام زین العابدین علیہم السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

یہ حقیقتاً ایک مشکل سوال ہے کہ تصوف کی طرح قلندری سلسلہ کی اصطلاحات کیا ہیں اور ان کی تشریحات کہاں ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں مختلف کتب میں چیدہ چیدہ تبصرے یا خیالات درج کیے گئے ہیں۔ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ یہ سلسلہ میں تصوف کے سلاسل میں سے ایک سلسلہ ملامتیہ سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ ملامتیہ سلسلہ میں شامل بزرگوں کے متعلق

یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بظاہر شرعی امور کی خلاف ورزی کے مرتکب دکھائی دیتے ہیں جب کہ باطنی طور پر یہ مقربانِ الٰہی ہوتے ہیں۔

سلسلہ قلندریہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے تربیت حاصل کی وہ بھی یہی مشرب رکھتے تھے۔ یہ بیت ان کا ہے!

گر بوعلی نوائے قلندر نہ نواختے
صوفی بدے ہر آنکہ در عالم قلندر است

''اگر بوعلی قلندرانہ نغمہ نہ الاپتا تو جو جہان میں قلندر ہیں سب صوفی ہوتے قلندر کوئی نہ ہوتا۔''

حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت شیخ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ بھی قلندرانہ روش رکھتے تھے اور میر سیّد محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی مشرف رکھتے تھے یہ اشعار ان کے ہیں!

زمین و آسمان ہر دو شریف اند
قلندر را دریں ہر دو مکان نیست
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ
وگر نہ یار من از کس نہاں نیست

''زمین و آسماں دونوں کھلے ہیں۔ لیکن قلندر کے لیے ان دونوں میں جگہ نہیں ہے آنکھوں میں نظر کمزور ہے ورنہ میرا دوست کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔''

حضرت شاہ حسین بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

قلندر کے بباید درعبادت

قلندر کے بگنجد دراشارت

''قلندر کی حقیقت بیان کرنا ناممکن ہے قلندر ہر قسم کی

تعریف وتوضیح سے بالاتر ہے۔''

یہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے عرصہ بیس برس تک قطب مینار دہلی کے قریب درس وتدریس میں گزارے اور متلاشیان علم کی راہنمائی فرمائی۔ پھر جب ایک مردِ قلندر کی بات سنی تو عالمانہ انداز ترک کر دیا اور عاشق الٰہی حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اختیار کر لی۔ چنانچہ ثابت یہ ہوا کہ یہیں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قلندری کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل جب آپ رحمۃ اللہ علیہ درس وتدریس میں مشغول تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف وتالیف بھی فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتب میں سر العشق' رسالہ سلوک' رسالہ عشقیۂ اسرارالعارفین اور اس طرح لاتعداد رباعیات بھی شامل ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شعر بھی موزوں فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عربی فارسی اور ہندی میں یکساں روانی سے شعر کہتے تھے۔

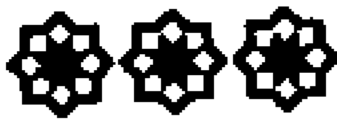
حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ قلندری اختیار کرنے سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف وتالیف فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کل تصانیف کی تعداد پانچ ہے۔

حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مکتوبات کے سلسلہ میں رقم فرمایا کہ

''اورا مکتوب است بزبانِ عشق ومحبت، مشتمل بر معارف وحقائق، توحید وترکِ دنیا وطلبِ آخرت ومحبتِ موے جملہ آن بنامِ اختیارالدین می گوید۔''

''آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط عشق و محبت کی زبان میں اختیار الدین کے نام ہے جو کہ توحید، ترکِ دنیا، طلبِ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے متعلق حقائق و معارف پر مشتمل ہے۔''

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب راہِ تصوف اختیار کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو ریاضت اور مجاہدہ میں کلی طور پر مستغرق کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کے مضافات یعنی باگھونی اور کرنال کے نواح کھیڑا میں آخری وقت تک قیام پذیر رہے۔ اس روایت کی سند کسی بھی دوسری کتاب سے حاصل نہیں پاتی ہے۔ مگر ''سیر الاخیار'' میں حضرت شہاب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دست اقدس پر بیعت کرنے کی روایت ہے جس پر اکثر مورخین اور محققین کا اتفاق ہے۔ چونکہ دونوں بزرگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں روایات کو بلا سند اور بغیر کسی حوالہ کے ہی درج کیا ہے چنانچہ ہم نے دونوں روایات کو ہی آپ کی نذر کر دیا ہے۔



حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قیام پانی پت کے زمانہ میں شمس الاولیاء حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقہ تاج الاولیاء حضرت خواجہ علاؤ الدین احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہاں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ترکستان کے سادات خاندان سے تھا اور ان کا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا تھا۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ترکستان کے سادات میں سے تھے اور حضرت خواجہ احمد لیوئی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ علوم نقلی و عقلی کی تعلیم پانے کے بعد جب علم سلوک کی جانب مائل ہوئے تو ماوراء النہر کے بہت سے بزرگوں کی صحبت میں رہے۔ مگر جب کہیں دل کی تشنگی نہ بجھی تو مرشد کامل کی طلب میں ہندوستان کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ ملتان پہنچ کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تربیت پانے کے بعد وہاں سے بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق کلیر شریف پہنچے جہاں حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر فرمایا!

''شمس الدین! تو مرا فرزندی از حق سبحانہ تعالیٰ خواستہ ام
کہ ایں سلسلہ ما از تو جاری باشد و تا قیامت بر پا ماند''
''یعنی شمس الدین تو میرا بیٹا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے
عنایت کیا ہے اور میرا سلسلہ تجھ سے ہی چلے گا اور قیامت تک جاری
رہے گا۔''

اور اپنی چہار تر کی کلاہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر رکھ دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گیارہ سال تک پیر دست گیر کی خدمت میں رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کو اپنے ہاتھوں سے وضو کراتے اور جنگلوں سے لکڑیاں لا کر کھانا پکاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ وقت فقر و فاقہ سے مجاہدہ و ریاضت میں گزرتا۔

حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم باطنی کی تکمیل کے بعد جب پانی پت میں قیام کرنے کا حکم ملا تو ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو روحانی طور سے اس مقام کا بار اٹھانے کی ہمت نہیں پاتے تھے۔ اس لئے مرشد کی اجازت سے مزدوری کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کا دور حکومت تھا دہلی آ کر اس کی فوج میں سواروں کے زمرہ میں شامل ہو گئے۔ کچھ دنوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کافی دولت آ گئی لیکن امارت کی کسی شے سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ شب و روز ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اس سلسلہ میں قلعہ امیر کی فتح کی کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے مشہور کرامت ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں غیاث الدین بلبن کے دور میں ظہور پذیر ہوئی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا باکمال درویش اور ولی ہونے کا راز کھلا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کی ملازمت چھوڑ کر سیر و سیاحت اختیار کی اور پھر کئی سال بعد بحکم مرشد پانی پت تشریف لے آئے۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانی پت جانے کا حکم حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر کلیر

رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا!

''حضور! مخدوم کی ولایت دائمی ہے بندہ کا ارادہ یہ تھا کہ
ساری عمر آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کرتا لیکن اب فرمان ہوا ہے کہ
پانی پت جاؤ لیکن وہاں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ
رہتے ہیں معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کس قسم کی صحبت رہے۔''

حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''فکر مت کرو۔''

مرشد کے اس فرمان پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف سے بعد از وصال مخدوم حضرت علاؤالدین صابر کلیر رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے اور پانی پت کی طرف روانہ ہو گئے۔

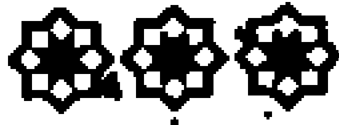
جب حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ پانی پت تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ اپنے ایک خادم کے ہاتھ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ خادم کو دیکھ کر مسکرائے۔ کیونکہ دودھ کے بھرے پیالہ کی وجہ یہ تھی کہ حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ دیا کہ یہ شہر میری ولایت میں پُر ہے اور یہاں کسی دوسرے کی گنجائش نہ ہے۔

حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ساری بات سمجھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گلاب کے چند پھول اور اُن کی پتیاں موجود تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ بھرے پیالہ میں ایک گلاب کا پھول ڈال دیا اور پیالہ اسی خادم کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ خادم کے ہاتھ میں پیالہ اور اس میں گلاب کے ایک پھول کو دیکھ کر مسکرائے۔ حاضرین مجلس بے حد حیران ہوئے اور خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے اس معاملے کی وضاحت چاہی جس پر انہوں نے فرمایا!

ہماری حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیالہ بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ مُلک میرے شیخ نے مجھ کو عطا کیا ہے جو مجھ سے پُر ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں گلاب ڈال کر پیالہ واپس بھیج دیا جس سے اُن کی مراد یہ ہے کہ وہ میرے ملک اور ولایت سے کوئی تعلق نہ رکھیں گے اور یہاں اسی طرح رہیں گے جس طرح دودھ میں گلاب کا پھول ہے۔

جب یہی بات حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھی گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی جواب دیا چنانچہ دونوں صاحبان خدا کے درمیان آخر وقت تک اخلاص و محبت قائم رہا۔



حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

پانی پت کے ایک اور مشہور بزرگ حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے فیض نظر سے ہی راہِ طریقت پر گامزن ہوئے۔

حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ' پانی پت کے ایک مال دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور پانی پت کے امراء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین کا شمار ہوتا تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ نہایت حسین وجمیل تھے اور لباس فاخرہ زیب تن فرماتے تھے۔

ایک دن حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سرراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار اُدھر سے گزرے۔ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھ کر فرمایا!

''زہے اسپ وزہے سوار۔''

''کیسا گھوڑا ہے اور کیسا سوار ہے؟''

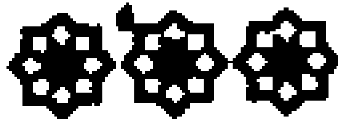
حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ آواز سنتے ہی بے خود ہو گئے۔ گھوڑے سے اُتر گئے اور اپنا گریبان چاک کر کے جنگلوں کی طرف نکل گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک جنگلوں میں پھرتے رہے اور مختلف درویشوں اور

فقیروں کی صحبت اختیار کی۔ جب وطن واپس تشریف لائے تو حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''اے فرزند! کشائش تو موقوف بر مرد دیگر است۔''

چنانچہ جب حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جب پانی پت تشریف لائے تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ جلال الدین محمود پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے پاس ارادت کے لئے بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک کی دیگر منازل حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہ کر کیں۔ بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ 'حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہوئے۔



حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان علاؤ الدین خلجی کو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بہت عقیدت حاصل تھی۔ کتب سیر کی کئی روایات میں بیان ہوا ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی، حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ ایک مرتبہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ازراہِ عقیدت کچھ تحائف حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ کیا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی یہ بھی جانتا تھا کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تحفے تحائف قبول نہیں فرماتے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے اپنے وزراء سے مشورہ کیا تو اُنہوں نے سلطان علاؤ الدین خلجی کو مشورہ دیا کہ اگر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحائف بھجوانے ہیں تو اس کام کے لئے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی کو اپنے وزراء کا یہ مشورہ پسند آیا۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو دربار میں طلب فرمایا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ دربار میں:

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ جب دربار میں حاضر ہوئے تو سلطان علاؤ الدین خلجی اُنہیں لے کر اپنی خلوت گاہ میں آ گیا اور ساری بات اُن کے گوش گزار کر دی کہ وہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ تحائف بھیجنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زحمت

دی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ تحائف لے کر پانی پت جائیں۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان علاؤ الدین خلجی کی بات سن کر اُس سے فرمایا کہ!

''میں اپنے مرشد پاک سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔''

سلطان علاؤ الدین خلجی نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک سے اجازت حاصل کر لیں۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ' سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان علاؤ الدین خلجی کا مدعا بیان کیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو تامل کا اظہار کیا پھر اجازت دیتے ہوئے فرمایا!

''حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ جو بھی بات بتائیں اُس کو دل وجان سے مان لینا اور اُن پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرنا۔''

بارگاہِ قلندری:

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی اجازت کے بغیر شاہی تحائف لے کر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے پانی پت پہنچے۔ پانی پت پہنچنے کے بعد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اجازت طلب فرمائی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات کی اجازت دے دی۔ جس وقت حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ قلندری میں پہنچے تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے گھر سے باہر تشریف لا کر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا اور اُنہیں گلے سے لگایا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

''خسرو ہیرے''

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سنا تو اپنی ٹوپی

سر سے اُتار دی اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں اپنا سر مبارک رکھ دیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع کی اور فرمایا!

''اپنا تازہ کلام تو سنایئے۔''

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کا کلام والہانہ انداز میں سنایا!

اے کہ گوئی ہیچ مشکل چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد ہمچناں دشوار نیست
چند گویندم برد زنار اے بت پرست
برتن خسرو کدامی رگ کہ آں زنار نیست
آفت دین مسلمانی جزآں عیار نیست
تشنۂ خون مسلماناں جزآں خونخوار نیست
یک قدم برجان خود نہ یک قدم درکوئے دوست
زیں نکوتر رہروان عشق را رفتار نیست
برتن ''شیریں'' نظر ہم ہست بار از نازکی
بردل فرہاد کوہ بیستوں ہم بار نیست

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی غزل سنی تو اُن سے فرمایا!

''بہت خوب! اچھے جاؤ گے۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی دعائیں دیں اور اُن سے فرمایا کہ وہ میرا کلام بھی سنیں۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے عاجزی سے سر جھکا لیا۔

دیہیم خسروی برما نعل استراست
خسرو کسے کہ خلعت تجرید در براست

سیمرغ وار روئے نہفتم بقاف عشق
کز ہر دو کون دانۂ روحم نہ خوراست
وحدت درائے کنگرہ کبریا کشید
کو عارفے کہ منظر او عرش اکبر است؟
مائیم کوئے عشق و خرابات بے خودی
ویں رسم و سیرتے است کہ خاص قلندر است
بخشد خدائے علم لدنی بہ عاشقاں
کیں علم جسی و دری محقر است
درس شرفؒ نبود الواح ابجدی
لوح جمال دوست مرا او را برابر است

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنا تو بے اختیار رونا شروع ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

''کچھ سمجھ بھی آئی؟''

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ گویا ہوئے!

''حضرت! اسی بات کا تو رونا ہے کہ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اور میں نے خود میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سمجھنے کی صلاحیت نہیں پائی۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے متاثر ہوئے اور اُن کو نعمت سے سرفراز فرمایا۔

بعد ازاں بوقت رخصت حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان علاؤالدین خلجی کی طرف سے بھیجے گئے تحائف پیش کئے جو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرما لئے۔

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا پروانہ

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحائف پیش کئے تو پہلے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تامل کا اظہار کیا لیکن جب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ سلطان المشائخ محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے سلطان علاؤ الدین خلجی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجے ہیں تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان تحائف کو قبول فرما لیا اور فرمایا!

''اگر سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ نہ ہوتا تو میں ہرگز ان تحائف کو قبول نہ کرتا۔''

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے تحائف قبول کرنے پر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان علاؤ الدین خلجی کے نام ایک پروانہ لکھا اور اُسے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ پروانہ جا کر سلطان علاؤ الدین خلجی کو دیا اور جب وہ پروانہ دربار میں پڑھا گیا تو اُس میں لکھا تھا!

''علاؤ الدین خوطہ دار دہلی مصر رداند کہ با بندگانِ خدا تعالیٰ نیکو کار مزید براں کردند کہ علاتے خلج اچھی طرح جان لے کہ وہ سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔''

جب یہ تحریر پڑھی گئی تو سلطان علاؤ الدین خلجی کے کچھ نادان وزراء غصے میں آ گئے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے اُن سے کہا!

"اے بے وقوفو! حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اُنہوں نے دہلی کی بادشاہی ہمارے لئے برقرار رکھی۔"

اظہارِ تشکر:

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان علاؤ الدین خلجی کو لکھے گئے پروانہ میں اپنے بارے میں اُن کے خیالات کے اظہار میں ذیل کی رباعی لکھ کر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجی۔

گہہ راست کند صورت مردی و زنی
گہہ بکشد او جامۂ جاں راز تنی
کس نیست کہ استاد قضا را پرسد
کائے بار خدا چہ حکمتست و چیست فنی؟

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا جواب:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی رباعی کے جواب میں ذیل کی رباعی لکھ کر بھیجی!

شرط است کہ بہ امر خدا دم نزنی
ایں نوعے کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنی
گل را چہ مجال است کہ پرسد ز کلال
کز بہر چہ سازی و چرا می شکنی؟

ایک غلط روایت:

کتب سیر میں ایک روایت موجود ہے جو بہر طور کسی بھی ذریعے سے پایہ سند کو نہیں پہنچتی اور اس روایت کے جواز میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی کافی کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ اس روایت کے بعد بیان کی جارہی ہے۔

شیخ المشائخ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمائی تو ایک رقعہ دے کر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا جس میں لکھا تھا کہ قلندر کے پاس جاکر ان سے ولایت کی تصدیق کروالائیں۔

چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنی خانقاہ میں دروازہ بند کر کے ریاضت میں مشغول تھے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز آئی!

"کون ہے؟"

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا!

"میں نظام الدین ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا رقعہ لایا ہوں۔"

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور رقعہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کے ساتھ ہی ایک زنانہ ہاتھ بھی باہر نکلا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے رقعہ لے لیا۔ اُدھر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کیسا قلندر ہے کہ اندر کسی عورت کو بھی اپنے پاس بٹھا رکھا ہے اس خیال کا آنا تھا کہ تمام ولایت سلب ہوگئی اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بالکل خالی رہ گئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے رقعہ کی پشت پر لکھا کہ ابھی یہ ولایت کے قابل نہیں ہے اور یہ عبارت لکھنے کے بعد رقعہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو واپس کرتے ہوئے

فرمایا!

''یہ دوسرا ہاتھ میری بہن کا تھا۔''

چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ روتے ہوئے واپس اپنے پیرومرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور حقیقت حال سے آگاہ کیا جس پر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''قلندر کی سلب کردہ ولایت میں واپس نہیں دے سکتا۔''

اس پر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو پانی پت حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس میں اپنا سفارشی بنا کر بھیجا۔ پانی پت میں ایک افغان لڑکا حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا دوست تھا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے اور اس کی بڑی منت سماجت کر کے اسے سفارش کے لئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں بھیجا اور ان سے عرض کیا کہ صرف زبان سے اتنا کہہ دیں!

''نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ!''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''نہیں! یہ نہیں ہوسکتا''

اس پر وہ افغان لڑکا بضد ہوا اور بڑی مشکل سے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''تمہاری رضا مندی کی خاطر تمہاری سفارش پر نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو سلب شدہ ولایت واپس دی جاتی ہے۔''

اس طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اس افغان لڑکے کی سفارش پر سلب شدہ ولایت دوبارہ مل گئی۔

اس سارے واقعہ کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معرکۃ الآرا نظم پنج گنج

خسروی کے ایک حصہ میں شعروں میں اس طرح قلم بند فرمایا ہے!

داشت افغان پسرےؒ را منظور
حسن در ناز محبت ذرشور
رفت و پرسید قلندرؒ چہ کسی؟
گفت خسروؒ منم از عشق رسی
وآں نظام الدینؒ پیرم باشد
خدمت پیر گزیرم باشد
گفت بخشم ہمہ کارت لیکن
اولیایش نہ کنم تا ممکن
رفت خسروؒ بہ دلا رام و نشست
کرد افغان پسرےؒ را در دست
زود طلبید قلندرؒ را و گفت
عاشقی؟ گفت بلے گفتا مفت
گفت بخشم بتو ہر آرزویت
عاشقم شیفتہ ہر مویت
گفت ہر کار تو آرم لیکن
اولیائیش کنم نا ممکن''
بعد ازاں ترک ز جلوت کردہ
شاہ را یار بخلوت کردہ
ذات تو پیر ولایت یابد
فائزی راز ہدایت یابد

کتب سیر میں اس روایت کی تصدیق اس وجہ سے بھی نہیں ہوتی کہ زیادہ تر واقعات میں مذکور ہے کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ' سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت رکھتے تھے اور اُن سے بیعت بھی ہوئے تھے۔ اگر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض حاصل کئے تو وہ اُن کی ولایت کس طرح سلب کر سکتے ہیں اور اگر یہ واقعہ درست ہوتو پھر جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا تو اُس وقت حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان کوئی ملاقات نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ روایت کسی بھی طریقے سے پایہ تصدیق کو نہیں پہنچتی۔



''بوعلی'' کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد شرف الدین المعروف حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قلندری میں بلند مقام حاصل ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام ''شرف الدین'' کی بجائے اپنے لقب ''بوعلی'' کی وجہ سے مشہور ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''بوعلی'' کی وجہ تسمیہ کتب سیر میں مختلف مذکور ہوئی ہیں۔ذیل میں دو مشہور واقعات پیش کیے جا رہے ہیں جن کا تذکرہ متعدد کتب سیر میں کیا گیا ہے اور عام طور پر یہی دو واقعات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''بوعلی'' کی وجہ تسمیہ بیان کیے جاتے ہیں۔

کتب سیر میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس تک دریا میں کھڑے رہے۔حتیٰ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی مطلقاً خبر نہ ہوئی۔اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ندائے غیبی ہوتی رہی!

''اے شرف الدین! مانگ کیا مانگتا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی جواب دیتے!

''اے بارِالٰہی! مجھے علی بنا دے۔''

غیب سے جواب آتا!

''نہیں تجھے کیسے علی بنایا جا سکتا ہے کیونکہ علی تو ایک ہی ہے۔''

کتب سیر میں درج ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس حالت میں بارہ سال تک دریا میں

کھڑے رہے۔ آخر ندائے غیبی ہوئی!

''اے شرف الدین! اپنی ضد سے باز آ جا اور کچھ مانگ لے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''میں بھلا اور کچھ کیوں مانگوں مجھے تو بس علی بنا دے۔''

ندائے غیبی ہوئی!

''اچھا تو یوں کرتے ہیں کہ تجھے علی کی بو عطا کر دیتے ہیں۔''

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بو عطا فرما دی گئی۔ اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''بوعلی'' قلندر کہا جاتا ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ اسی خوشبو کی بدولت دھیرے دھیرے سب لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''بوعلی'' کہنا شروع کر دیا جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اصل نام سے زیادہ مشہور ہوا۔

ایک اور روایت میں بیان ہوتا ہے کہ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال تک دریا میں کھڑے رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں بدستور کھڑے رہے۔ بارہ برس کے بعد ندائے غیبی ہوئی!

''ہم نے تیری عبادت اور اطاعت قبول کر لی جو مانگنا ہے اب مانگ لو۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی!

''بارالٰہی! تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ میں تو یہیں کھڑا کھڑا جان دے دوں گا اور تیری محبت ہی میں دم توڑ دوں گا۔''

غیب سے ندا آئی!

''پانی سے باہر نکل آ ہمیں تجھ سے بہت کام لینے ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا!

''میں خود تو نہیں نکلوں گا۔''

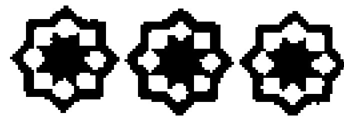
اسی وقت ایک بزرگ نے گود میں اٹھا کر کنارہ پر کھڑا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جھنجھلا کر کہا!

''اے شخص تو کون ہے؟ جس نے میری بارہ سال کی محنت ضائع کر دی، میں منزل مقصود پر پہنچنے والا تھا۔''

انہوں نے فرمایا!

''اے شرف الدین! میں علی بن ابی طالب ہوں۔ دیکھ لے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً قدموں میں گر پڑے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نعمت باطنی سے مالا مال کر دیا جس پر تمام دینی و دنیوی علوم روشن ہو گئے اور دنیا و مافیہا سے غافل اور مست والست ہو گئے۔ اسی روز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''بوعلی'' کہا جانے لگا۔



بے عیب ذات

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اولاد سے محروم تھا۔ اُس مرید کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا یہ مسئلہ بیان کرے مگر ہمت نہ پاتا۔ ایک روز اُس مرید نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا!

''میں اور میری بیوی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر آنا پسند فرمائیں گے۔ نیز میری بیوی یہ چاہتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب ہمارے گھر تشریف لائے تو وہ خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوائے۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کی طرف دیکھا اور دعوت قبول فرماتے ہوئے کہا!

''دیکھو! میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا' دعوت بھی کھاؤں گا اور تمہاری بیوی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ مقررہ دن پر اُس مرید کے گھر پہنچے تو مرید نے عرض کیا!

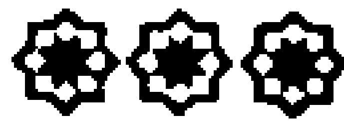
''میری بیوی اور میری بھی یہ خواہش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لئے اولاد کی دُعا فرما دیں۔''

اس دوران اُس مرید کی بیوی کھانا تیار کرتی رہی اور جب وہ کھانا پکا چکی تو اُس نے غسل کیا اور پاک صاف لباس زیب تن کیا اور اپنے ہاتھوں میں طشت و آفتابہ پکڑے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوانے کے لئے حاضر ہوئی۔ اُس عورت کا حسن قیامت خیز تھا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس عورت کی طرف دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کا عالم طاری ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ کھانے کا ہوش رہا نہ دُعا کا خیال آیا۔ بس ایک ہی فقرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر جاری تھا!

"بے عیب ذات اللہ کی! اللہ بس، باقی ہوس"

یہ حالت جذب و مستی اس قدر گہری طاری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چیز حتیٰ کہ نماز بھی ترک کر دی اور اپنی حالت میں ہی مست و بیگانہ ہو گئے۔



عاشقوں کا مقام

ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے۔ جب وہ حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچے تو اُنہیں ایک شیر نظر آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیر کو دیکھ کر فرمایا!

''یہ عاشقانِ الٰہی کا مقام ہے تیرا اِدھر کچھ کام نہیں۔''

شیر نے یہ سنا تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی طرف بڑھ گیا۔ شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیر کے پیچھے پیچھے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کی جانب بڑھے۔

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب قیام گاہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ چار شیر مزید حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے اندر موجود ہیں۔

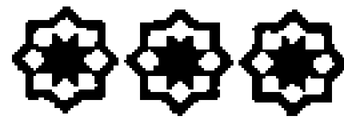
یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کو قدرے دہشت معلوم ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرا کر پیچھے کی جانب ہٹے۔

اسی دوران حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ اُنہوں نے یہ منظر دیکھا تو حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے:

''تم ہمارے رازداروں میں سے ہو۔ آؤ ہم شیروں کا تماشا دکھائیں۔''

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں نے شیروں کی جانب دوبارہ دیکھا تو وہ آپس میں کھیل کود کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ چاروں شیر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گئے اور اُن کے قدموں میں کھیلنے لگے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''جلال الدین! یہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے عاشقوں کا مقام ہے۔''



خوفِ الٰہی

سلطان غیاث الدین تغلق کو بیٹے کی بہت آرزو تھی لیکن اُس کی یہ خواہش پوری نہ ہوتی اور جب بھی اُس کے گھر کوئی اولاد ہوتی تو وہ لڑکی ہوتی۔ نرینہ اولاد کی تمنا میں سلطان غیاث الدین تغلق نے قسم کھائی کہ اب جب بھی اُس کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی تو وہ اسے جان سے مار دے گا۔ اتفاقاً اُس کے گھر پھر لڑکی کی پیدائش ہوئی۔ اُس کی بیوی نے مامتا سے مجبور ہو کر اُس لڑکی کو جنگل میں رکھوا دیا اور بادشاہ سے بہانا کر دیا۔

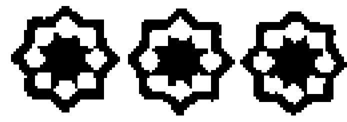
جس دن بچی کو جنگل میں رکھوایا گیا اُس دن ایک دھوبی جنگل سے گزرا۔ اُس نے جب ایک نومولود بچی دیکھی تو اُس کو اپنے گھر لے گیا۔ اُس دھوبی نے اُس بچی کو پال پوس کر جوان کیا اور جب اُس لڑکی کی عمر بارہ سال ہوئی تو سلطان غیاث الدین تغلق کی نظر دورانِ شکار اُس لڑکی پر پڑ گئی۔ سلطان غیاث الدین تغلق اُس لڑکی پر عاشق ہو گیا اور اُس نے اُس لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا۔

سلطان غیاث الدین تغلق نے جب اُس لڑکی سے نکاح کر لیا تو اُس کے بعد اُس نے جب اُس لڑکی کے ساتھ ہم بستری کرنی چاہی تو اُس لڑکی کو خون جاری ہو گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق باز رہا لیکن جب بھی وہ اُس لڑکی کے ساتھ ہم بستری کا ارادہ کرتا اُس لڑکی کو خون جاری ہو جاتا۔ سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے دربار میں موجود حکماء سے رابطہ کیا لیکن اُس کا مسئلہ حل نہ ہو سکا۔

جب سلطان غیاث الدین تغلق ہر طرف سے مایوس ہو گیا تو وہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے سارا ماجرا بیان کیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان غیاث الدین تغلق کی بات سننے کے بعد مراقبہ کیا تو ساری صورتِ حال اُن پر منکشف ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان غیاث الدین تغلق کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

''غیاث الدین! جس لڑکی سے تو ہم بستری کرنا چاہتا ہے وہ تیری بیوی نہیں بلکہ تیری بیٹی ہے اور اُس کو خون صرف اس وجہ سے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس گناہِ کبیرہ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ تو اس بات کی تصدیق اپنی بیوی سے بھی کر سکتا ہے۔''

سلطان غیاث الدین تغلق نے واپس محل میں جا کر جب اپنی بیوی سے دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ جب سلطان نے لڑکی کو مارنے کا ارادہ کیا تھا تو اُس نے اس ڈر سے لڑکی کو جنگل میں پھنکوا دیا تھا۔ سلطان غیاث الدین تغلق خوفِ الٰہی سے کانپ اٹھا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگی۔



حاکم پانی پت کو سزا

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید اکثر استغرق میں گم رہتا تھا اور اسی کیفیت میں بے خود ہو کر پانی پت کے بازاروں میں پھرا کرتا تھا۔ ایک دن وہ مرید اسی کیفیت میں بازار سے گزر رہا تھا کہ حاکم پانی پت کی سواری آ گئی۔ ہر طرف شور برپا ہو گیا لیکن وہ مرید اپنی بے خودی میں گم چلتا گیا۔ اُس نے شاہی سوار کے اعلان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جب حاکم پانی پت کے چوبداروں نے اُسے راستے سے ہٹ جانے کو کہا تو تب بھی وہ راستے سے نہ ہٹا اور اپنی کیفیت میں مگن رہا۔

حاکم پانی پت کے چوبداروں کو غصہ آ گیا اور انہوں نے اُس مرید کو خوب مارا اور مار کر بازار کے ایک کونے میں پھینک دیا۔ حاکم پانی پت کی سواری گزر گئی۔ وہ مرید کچھ دیر بعد روتا ہوا حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا اُن کے گوش گزار کر دیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے مرید کے زخم دیکھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور چاہتے تھے کہ حکومت دہلی کا تختہ الٹ دیں اور سلطنت کا شیرازہ بکھیر دیں۔ معاً ایک خیال کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان علاؤالدین خلجی کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا!

''علاؤالدین خوطہ دہلی تمہیں بھلائی، نیکی اور بندگان خدا
کی فلاح کی میں نے نصیحت کی تھی مگر آج تیرے ایک حاکم کے
کارندوں نے میرے مرید کو مار مار کر بے حال کر دیا ہے۔ اُس کی

آہوں نے عرشِ الٰہی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے حاکم مذکور کو سزا دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرو ورنہ عذابِ الٰہی کے لئے تیار رہو۔ اگر تم سزا دینے میں ناکام رہے تو حکومت کرنے کے لائق بھی نہیں رہو گے۔''

سلطان علاؤ الدین خلجی حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا خط پڑھ کر سناٹے میں آ گیا فوراً مذکورہ حاکم پانی پت کو پابہ جولاں پیش ہونے کا حکم دیا۔ جب حاکم پانی پت سلطان علاؤ الدین خلجی کے روبرو پیش ہوا تو سلطان علاؤ الدین خلجی نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کو مارنے کی تفصیل پوچھی تو وہ بولا!

''بلاشبہ! میرے چوبداروں نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کو مارا ہے مگر اس میں میری مرضی کو کوئی دخل حاصل نہ تھا چوبداروں نے محض میری خوشنودی کی خاطر یہ کام کیا ہے۔''

سلطان علاؤ الدین خلجی نے کہا!

''اگرچہ تو نے ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن تیرے چوبدار جب مارنے والی ایسی نامعقول حرکت کر رہے تھے اور تو دیکھ رہا تھا تو اس وقت تو نے ان کو کیوں نہ روکا تمہاری خاموشی اور تماشا بنی کا صریحاً مطلب یہ ہے کہ تم نے جان بوجھ کر اپنے چوبداروں کو ایسا کرنے دیا اور اس میں تمہاری رضامندی باقاعدہ شامل تھی۔''

حاکم پانی پت' سلطان علاؤ الدین خلجی کے ارادوں کو بھانپ کر زار و قطار رونے لگا اور کہنے لگا میں بے گناہ ہوں۔ سلطان علاؤ الدین خلجی نے کہا!

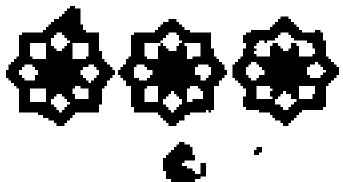
''تو میری نظر میں' حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کی نظر میں گناہ گار ہے اور اُن کا گنارگار خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی گناہ گار ہے، اور ایسے گناہ گار کو معاف کرنا کہاں کی عقل مندی

ہے؟''

حاکم پانی پت منتوں پر اُتر آیا۔ بالآخر سلطان علاؤ الدین خلجی نے حکم صادر فرمایا کہ

''حاکم پانی پت کی اتنی ہی پٹائی کی جائے جتنی پٹائی اس نے اُس مرید کی کروائی ہے اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے اور اس کے خاندان کے ہر فرد کو آئندہ ہمیشہ کے لئے شاہی ملازمت کا نااہل قرار دے دیا جائے۔''

چنانچہ سلطان علاؤ الدین خلجی کے اس فیصلہ پر فی الفور عمل درآمد کیا گیا اور حاکم پانی پت کو مکمل سزا دے دی گئی۔



راجپوتوں کا مسلمان ہونا

علاؤ الدین خلجی کے دور میں پانی پت اور اُس کے گردونواح کی راجپوت ریاستوں کو جب تہس نہس کیا گیا تو راجپوت در بدر ہو گئے۔ اس دوران حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ اسلام شروع کر دی۔ اس دوران ہزاروں راجپوت دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جن راجپوتوں نے دین اسلام قبول نہ کیا وہ اس علاقے سے چلے گئے۔ جانے والے راجپوتوں میں ایک عورت بھی تھی جو کہ حاملہ تھی۔ وہ عورت چھپتی چھپاتی ضلع سہارن پور کے ایک گاؤں میں چلی گئی۔ اُس عورت کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور اُس عورت نے اُس لڑکے کا نام امر سنگھ رکھا۔

جب امر سنگھ جوان ہوا تو اُس کی ماں نے اُس کو ساری روائیداد سنائی اور کہا کہ ہم کسی دور میں پانی پت اور کرنال کے حکمران تھے اور اس طرح مسلمانوں کی وہاں حکومت آئی اور ہمارا سب کچھ چھین لیا گیا۔ امر سنگھ نے ماں سے وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں سے اپنے آباؤ اجداد کا انتقام ضرور لے گا اور اپنی کھوئی ہوئی جاگیر واپس ضرور حاصل کرے گا۔

ایک مرتبہ امر سنگھ گھر سے نکلا اور پانی پت پہنچ گیا۔ پانی پت پہنچا تو اُسے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے دیکھ کر پکارا۔ امر سنگھ رک کر اُس ناواقف شخص کی طرف دیکھنے لگا جس نے اُسے اُس کا نام لے کر پکارا تھا۔ وہ پریشان ہو گیا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو حیران و پریشان دیکھ کر کہا!

''امر سنگھ! ہم تمہارے لئے اجنبی ضرور ہیں لیکن تم ہمارے لئے اجنبی نہیں ہو۔فقیروں کے لئے کوئی بھی اجنبی نہیں ہوتا اور ہم تیرے علاوہ تیرے اسلاف کو بھی جانتے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ تیرے اسلاف پانی پت کے امراء میں شمار ہوتے تھے اور قرب و جوار کے بہت سے علاقوں پر اُن کا قبضہ تھا۔پھر خلجیوں کے ساتھ جنگ میں تیرے خاندان کے سب افراد مارے گئے اور صرف ایک حاملہ عورت چھپتی چھپاتی ضلع سہارن پورا اپنے والدین کے پاس پہنچ گئی اور تو اُسی عورت کا بیٹا ہے اور اپنی آبائی جاگیر کے حصول کے لئے پانی پت آیا ہے۔کیا یہ تمام باتیں جو میں نے بتائیں وہ غلط ہیں؟

امر سنگھ نے جب حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ سب سنا تو فوراً قدموں میں گر پڑا اور کہا!

''نہیں۔بابا جی! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ بتایا وہ درست ہے۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے امر سنگھ سے پوچھا کہ

''کیا تو جانتا ہے کہ ہم نے تجھے آواز کیوں دی؟''

امر سنگھ نے نفی میں سر ہلا دیا۔حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''مجھے تجھ سے سچائی کی خوشبو آتی ہے۔تو ہمارے حلقے میں آکر مسلمان ہو جا۔تجھے پناہ اسی دین میں ملے گی۔''

امر سنگھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صاف گوئی سے پہلے ہی متاثر ہو چکا تھا۔اُس نے عرض کرتے ہوئے کہا!

''مجھے کوئی عذر نہیں ہوگا مگر میری ماں بوڑھی ہے اور میں

اُس کی اجازت کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔"

امر سنگھ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے مگر اس سلسلے میں، میں اپنی ماں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے اجازت دیتے ہوئے فرمایا!

"جاؤ اور اپنی ماں سے اجازت لے آ۔"

امر سنگھ جس کام سے پانی پت آیا تھا اُس کو بھلاتا ہوا واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اُس کا گھر پانی پت سے کئی میل دور تھا۔ جب وہ ایک لمبے سفر کے بعد گھر پہنچا تو اُس نے دیکھا کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اُس کی ماں کے پہلو میں موجود ہیں۔ وہ حیران ہو گیا کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اُس سے پہلے کیسے پہنچ گئے؟ اس دوران حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے امر سنگھ کی ماں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

"اے خاتون! ہم نے تیرے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے اور اب یہ ہمارے حلقے میں رہے گا۔ تم اس بارے میں کیا کہتی ہو؟"

امر سنگھ کی ماں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے پہلے ہی مرغوب ہو چکی تھی۔ اُس نے عرض کرتے ہوئے کہا!

"میاں جی! اگر یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقے میں چلا گیا تو برادری والے ہمیں نکال دیں گے اور پھر اس کو کون پوچھے گا اور اس کا رشتہ کہاں ممکن ہو سکے گا؟"

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت کی پریشانی پر مسکراتے ہوئے فرمایا!

"تمہاری برادری پہلے ہی مسلمان ہو چکی ہے اور جو لوگ باقی بچے ہیں اُن کی فکر نہ کرو وہ بھی عنقریب مسلمان ہو جائیں گے۔ تم اپنا بیٹا ہمارے حلقے میں آنے دو باقی برادری والے بھی خود بخود

ہمارے حلقے میں آ جائیں گے۔"

امر سنگھ کی ماں نے جب یقین دہانی کرائی تو حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ امر سنگھ بھی ماں کی اجازت سے رخصت ہوا اور پانی پت پہنچا۔ پانی پت پہنچنے پر اُس نے دیکھا کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حالت نماز میں تھے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو امر سنگھ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو کلمہ پڑھایا اور اُس کا نام امر اللہ خاں رکھ دیا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش پر سلطان علاؤالدین خلجی نے امر اللہ خاں کو اُس کی آبائی جائیداد واپس کر دی۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق جلد ہی اُس کے خاندان کے باقی افراد بھی مسلمان ہو گئے۔ امر اللہ خاں کی شادی اُن کے خاندان میں ہی ہوئی۔ امر اللہ خاں کی اولاد آج بھی پانی پت میں آباد ہے۔



ریش مبارک کی شرعی حالت

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر کیفیت جذب و سکر طاری رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کئی کئی دن اس حالت میں مستغرق رہتے تھے اور اپنے ظاہر کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ ہوش باقی نہ رہتی تھی۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ کیفیت جذب و سکر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مغلوب ہوئے کہ کئی دنوں تک ظاہری ہوش نہ رہا۔ اس حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک بہت بڑھ گئی۔ پانی پت کے مفتی حضرات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت زور دیا کہ اپنی ریش مبارک کو کٹوائیں اور اسی شرعی حالت میں لائیں۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت سکر طاری تھی اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی باتوں پر توجہ نہ دی اور اپنی حالت میں مست رہے۔

ایک دن تنگ آ کر پانی پت کے مشہور مفتی، مفتی ضیاء الدین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قینچی منگوائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک کو پکڑ کر قینچی سے کاٹ کر شرعی حالت میں کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس دوران خاموش بیٹھے رہے۔ جب مفتی ضیاء الدین واپس چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''اے ریش! تو کتنی مبارک ہے جو دوبارہ شرعی حالت میں آ گئی۔''

قتال کا لقب

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر کئی مرتبہ ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ اُس دوران چڑیا کا چہکنا بھی ناگوار محسوس ہوتا۔ ایسے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کیفیت جلال میں ہوتے اور جب کسی چیز کی طرف نظر کرتے تو وہ چیز جل کر راکھ بن جاتی۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی کیفیت میں بیٹھے تھے کہ ایک بارات کا نزدیک سے گزر ہوا۔ بارات ڈھول کی تھاپ میں شور مچاتی ہوئی نزدیک سے گزری تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ناگوار گزرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جلالی کیفیت میں نظر اٹھا کر بارات کی طرف دیکھا تو بارات غائب ہوگئی۔

اُدھر جب بارات وقت مقررہ پر دلہن والوں کے گھر نہ پہنچی تو انہوں نے پریشانی کے عالم میں بارات کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ جب دلہن والے بارات کا معلوم کرنے اُن کے گھر گئے تو محلے والوں سے پتہ چلا کہ بارات یہاں سے کافی دیر ہوئی جا چکی ہے۔ وہ لوگ مزید پریشان ہوگئے اور برات کو پورے شہر میں تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن بارات کا کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر وہ لوگ پریشانی کے عالم میں ایک بزرگ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اُن بزرگ نے جب ساری بات سنی تو وہ پریشان ہوگئے اور بولے!

''غضب ہوگیا! تم فوراً حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس جاؤ۔''

وہ لوگ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت ایک تالاب کے کنارے بیٹھے اُس کی لہروں کو دیکھ رہے تھے۔لوگوں نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی اور فرمایا!

''حضور! ہماری برات غائب ہو گئی لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حال پر توجہ فرمائیے۔''

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

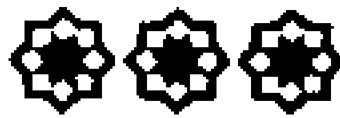
''اللہ کی نذر اور اس فقیر کی نیاز پلواؤ بارات واپس آ جائے گی۔''

چنانچہ اُن لوگوں نے نیاز پکا کر فقراء اور مساکین میں تقسیم کی اور حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے فرمایا!

''سامنے دیکھو۔''

اُن لوگوں نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو بارات نظر آنے لگ گئی اور ڈھول کی تھاپ فضا میں بلند ہونا شروع ہو گئی۔بارات والے ایسے خوش تھے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ ''قتال'' کے لقب سے بلانے لگے۔



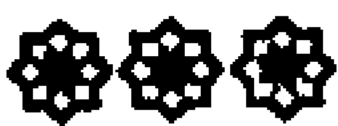
شاہانِ تغلق

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوران تین تغلق بادشاہوں کا دور دیکھا جن میں غیاث الدین تغلق، محمد شاہ تغلق اور فیروز شاہ تغلق شامل ہیں۔

ایک مرتبہ سلطان غیاث الدین تغلق اپنے دورِ حکومت میں اپنے بیٹے محمد شاہ تغلق اور بھتیجے فیروز شاہ تغلق کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کھانے کا وقت ہوا تو ان تینوں حضرات نے ایک ہی پیالے میں کھانا شروع کر دیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دیکھا تو فرمایا!

"اس وقت تین بادشاہ ایک ہی پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں۔"

حاضرین محفل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کا مفہوم سمجھ نہ پائے اور حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ چنانچہ تاریخ نے یہ بات ثابت کر دی کہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حرف بہ حرف درست ثابت ہوا۔ سب سے پہلے غیاث الدین تغلق تخت نشین تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا محمد شاہ تغلق تخت نشین ہوا اور پھر محمد شاہ تغلق کے مرنے کے بعد اُس کا چچازاد بھائی فیروز شاہ تغلق تخت نشین ہوا۔



محمد شاہ تغلق کی حاضری

ایک مرتبہ سلطان محمد شاہ تغلق، حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد شاہ تغلق سے دریافت کیا کہ

"محمد شاہ! تو یہاں کتنے دن کھڑا رہے گا؟"

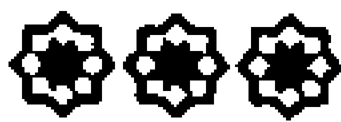
حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی اس سوال سے مراد یہ تھی وہ اس طرح کتنی دیر تک حاضر خدمت رہے گا۔ سلطان محمد شاہ تغلق نے عرض کی!

"حضور! تین دن رہوں گا۔"

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ، سلطان محمد شاہ تغلق کا جواب سن کر بولے!

"تو تین دن نہیں بلکہ چار سال رہے گا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر سلطان محمد شاہ تغلق فوراً سمجھ گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی عمر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے ٹھیک چار سال بعد محمد شاہ تغلق کا انتقال ہوا۔



مرادوں کا پورا ہونا

کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک عورت ایک مرتبہ سر پر دہی کا برتن رکھے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب سے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت سے دریافت کیا کہ کیا بیچ رہی ہو؟ اُس عورت نے کہا کہ وہ دہی بیچ رہی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت سے دریافت کیا کہ کیا وہ دہی بیچے گی تو اُس عورت نے کہا کہ وہ دہی بیچنے کے لئے ہی نکلی ہے لیکن دہی قیمتی ہے اور وہ اسے نہیں خرید سکیں گے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت سے دہی کی قیمت دریافت کی تو اُس نے کہا کہ اس کی قیمت سونے کا ایک سکہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت کی بات سننے کے بعد اپنے گھٹنوں کے نیچے سے ایک سونے کا سکہ نکالا اور اُس عورت کو دیتے ہوئے کہا!

”فقیر کو کچھ نہیں چاہئے۔ یہ دہی اور سکہ تمہارا ہوا۔“

اُس عورت نے سکے کو پکڑ لیا اور حیران ہوتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے لگی۔

اُس نے گھر جا کر اپنے خاوند کو ساری روائیداد سنائی۔ اُس کا خاوند بھی یہ سن کر حیران رہ گیا کہ اُس فقیر نے سونے کا سکہ بھی دے دیا اور دہی بھی نہ لیا۔

کچھ روز بعد وہ عورت دوبارہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

اُسے بلا کر سونے کا سکہ دے دیا۔اس کے بعد اُس عورت نے معمول بنالیا کہ کچھ دنوں کے بعد آتی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اُسے سونے کا سکہ دے دیتے۔ایک دن اُس عورت کے شوہر نے کہا کہ تم اُن درویش سے سونے کے سکے کی بجائے اپنے لئے اولادِ نرینہ طلب کرو۔

چنانچہ اگلے دن جب وہ عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول اُس کو سکہ دے دیا۔اُس عورت نے کہا کہ حضور میں آج سکہ لینے نہیں بلکہ بیٹے کی تمنا لے کر آئی ہوں۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت سے کہا!

''تم اپنے محلے میں جا کر اعلان کردو کہ جس کے گھر اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہاں آجائے۔''

اگلے دن وہ عورت محلے کی کچھ عورتوں کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اُس وقت ایک پان پڑا تھا جس کا ایک ایک ٹکڑا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن عورتوں کو کھلا دیا۔ان عورتوں میں سے ایک عورت کے علاوہ باقی سب نے پان کھالیا۔جب مقررہ مدت گزری تو سب عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے اولادِ نرینہ عطا فرمائی۔وہ عورت جس نے پان کا ٹکڑا نہیں کھایا تھا وہ عورت اولاد سے محروم رہی۔

جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نوازا تھا وہ عورتیں ازراہِ عقیدت دہی کا ایک ایک برتن لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے نذرانے کو قبول فرمالیا۔ان عورتوں میں وہ عورت بھی شامل تھی جس نے پان کا وہ ٹکڑا نہیں کھایا تھا جس کی وجہ سے وہ اولاد سے محروم تھی۔

وہ عورت غمگین صورت بنائے اُن تمام عورتوں میں کھڑی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ دریافت کی تو اُس نے بتایا کہ اُس نے وہ پان کا ٹکڑا نہیں کھایا تھا لہٰذا اُس کے گھر اولاد نہیں ہوئی اور وہ ابھی تک اولاد سے محروم ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت سے دریافت

کیا!

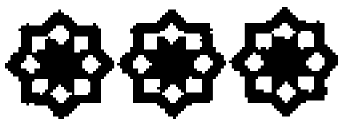
''وہ پان کا ٹکڑا کہاں ہے جو ہم نے تمہیں دیا تھا؟''

اُس عورت نے بتایا کہ اُس نے وہ پان کا ٹکڑا ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا!

''غمگین مت ہو اور اُس پتھر کو اٹھا کر دیکھ۔''

اُس عورت نے جب جا کر وہ پتھر اٹھایا تو اُس پتھر کے نیچے ایک نوزائیدہ بچہ کھیل رہا تھا۔وہ عورت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں بچہ دے دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عورت اور بچے کے حق میں دعائے خیر کی اور وہ بچہ واپس اُس عورت کو دے دیا۔



حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

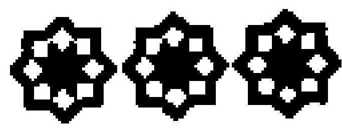
حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا شمار عظیم المرتبت اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ یہ دونوں بزرگ اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ اور قلندر ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے ہندوستان پاک و ہند میں کفر کے اندھیروں میں اسلام کی شمع کو روشن کیا۔ ان دونوں حضرات کی ریاضت اور لگن کی بدولت ہزاروں افراد دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے اور نابغہ روزگار لوگوں میں شامل ہوئے۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا احوال کتب سیر میں کچھ یوں مذکور ہے کہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کے دوران اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوئے اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی اشارہ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کشی کریں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور یہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ

قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے روحانی اشارہ پاتے ہی پانی پت حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر فیوض روحانی سے مالا مال ہوتے رہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر قلندری رموز سے آگاہی حاصل کی اور سلوک کی دیگر منازل طے کیں۔ ایک دن حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ عثمان! تم میرے دوست ہو اور مجھے تم سے خصوصی لگاؤ ہے لیکن اس وقت سرزمین سندھ پر تم جیسے قلندر کی ضرورت ہے اور وہاں کے لوگ اس وقت کسی رہبر کے انتظار میں ہیں جو اُن کو روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کرے۔

چنانچہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے پر ہی سندھ تشریف لائے اور سیہون شریف میں قیام پذیر ہوئے۔



۲۔مثنوی کنزالاسرار:

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے دو مثنویاں منسوب ہیں مثنوی کنزالاسرار اور رسالہ عشقیہ۔خزینۃ الاصفیاء کے مؤلف نے صرف اتنا لکھا ہے کہ

''سوائے ازیں مثنوی است' مختصر' کہ مخزن رموز توحید و معارف است''

۳۔مکتوب بنام اختیارالدین:

یہ مکتوبات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اختیار الدین کے نام ہیں اور یہ مکتوب سالک کے لئے ایک راہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان مکتوبات میں عشق ومحبت' اسرار ورموز' ترکِ دنیا اور حقیقت کے راز آشنا کئے گئے ہیں۔ذیل میں نمونہ کے طور پر مکتوبات کے کچھ حصے پیش کئے جارہے ہیں۔

۱۔ عاشق نے اپنے عشق سے تمہارے وجود کا ملک بنایا ہے تاکہ اپنے حسن و جمال کو تمہارے آئینہ میں دیکھ سکے اور تم کو اپنے رازداں جانے اور اُس کا یہ فرمان تمہاری ہی شان میں ہے کہ ''انسان میرا بھید ہے۔'' لہٰذا تم بھی عاشق بنو تاکہ اُس کے حسن کا جلوہ دیکھ سکو اور اس دنیا کی بجائے اُس دنیا کی پہچان کرو جو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں ہے۔اپنی تخلیق کا راز جاننے کی کوشش کرو کہ تمہیں تخلیق کرنے کے پیچھے اُس کا کون سا راز کارفرما ہے۔

۲۔ اے دوست! تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ خیال اور فکر کیا حال پیدا کریں گے جب وہ تم کو نظر آئے گا تو اُس وقت تم کو معلوم ہوگا کہ یہ قسمت میں لکھا تھا کہ تمہارے سامنے آگیا۔

۳۔ اے دوست! جب اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر اپنے انعام واکرام کی بارش شروع کرتا

ہے تو تم کو تم سے دور کر دیا جاتا ہے اور یہ عشق کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر وہ تم پر حسن ظاہر کرتا ہے اور جب تم اُس حسن کا مشاہدہ کرتے ہو تو معشوق کو پہچانتے ہو اور پھر عاشق بن کر معشوق ہو جاؤ۔ اسی معشوق کے ذریعے سے ہی تم اُس عاشق کی پہچان کر پاؤ گے۔

۴۔ رسالہ عشقیہ:

۱۸۹۱ء میں مطبع نامی لکھنؤ سے ایک منظوم رسالہ مثنوی شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شائع ہوا تھا اگر فی الواقعی یہ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے تو اس کو "رسالہ عشقیہ" کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس میں عشق پر بے شمار اشعار ہیں۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر ایک غزل پیش کی جارہی ہے۔

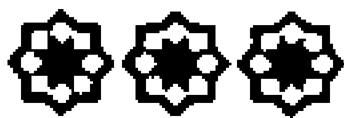
عشق کو بے بال و پر طیراں کند
عشق کو در لا مکاں جولاں کند
عشق کو تا تاجِ سلطانی نہد
عشق کو ملک سلیمانی زہد
عشق کو تا چشم دل بینا کند
عشق کو تا عقل راہ حاصل کند
عشق کو تا جامِ مدہوشی دہد
عشق باید تا فراموشی دہد
عشق دہ تا بے خبر ساز دمرا
بادہ کو بے پا و سر ساز دمرا
عشق باید تا دہد جامِ شراب
عشق ساز و ساغر مے آفتاب

۵۔ دیوان بو علی قلندر:

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دیوان عشق و مستی کی کیفیات کی پر جلال اور بلند آہنگ تعبیر ہے ان کے لب و لہجے اور زبان و بیان میں ایک قادرانہ حاکمانہ زور اور ادعا پایا جاتا ہے۔ حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی عظمت کو حسن کے مقابلے میں ابھارنے کی کوشش کی ہے اور یہ ان کے قلندرانہ مزاج کا اظہار ہے۔

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان اشعار کی ہیئت، ترکیب، مستی اور حسن و امتزاج کے لحاظ سے "شاہ بیت" کا درجہ رکھتے ہیں اور قارئین کرام اور اہل ذوق حضرات کے لئے ان کی ہر غزل، ہر شعر، ہر مصرعہ اور ہر لفظ ہزاروں خوشۂ انگور سمیٹے ہوئے نظر آئے گا۔

حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان میں سے انتخاب کردہ کچھ غزلوں کو بمع تشریح اگلے صفحات میں پیش کیا جارہا ہے۔



منتخب غزلیں اور اُن کی تشریح

(۱)

خویشتن کردم فرامش تابدیدم روئے یار
مست مے گردم بہر سو از جمال آن نگار

من چو ہر سو بنگرم جز وے نہ بینم ذرۂ
نزد من یکساں بود ہر مومن وزنار دار

نے مابیم از عذاب و نے اُمیدے از ثواب
خواہ درِ جنت بدار و خواہ درِ دوزخ سپار

جنت من روئے یار و دوری از وے دوزخے
وصل او باشد چو نور و ہجر او باشد چو نار

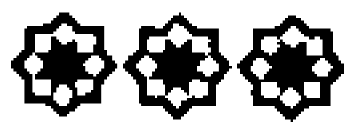
کے بود دلبستگی مارا بچیزے غیر ازو
در نگاہ ما دو عالم ہست مشتے از غبار

تو عطا ہائے کنی و من خطا ہا مے کنم
چون گناہان من آمد رحمت تو بے شمار

غافلے را چشم دل چون وا شد اندر چشم او
جلوہ وحدت شد از جلباب کثرت آشکار
عشق را آساں شمردی غافلی از وسعتش
گر بہ امعان بنگری بحریست ناپیدا کنار
بوعلی در دم شود نظم جہان زیر و زبر
نعرہ گر بر زنم در عشق او مستانہ وار

تشریح:

میں نے جب سے محبوب کا چہرہ دیکھا اپنے آپ کو بھلا دیا ہے اور میں محبوب کا حسن دیکھ کر مست ہو چکا ہوں۔ میں جس طرف بھی نظر کرتا ہوں مجھے اُس کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا اور میرے نزدیک وہ مومن اور کافر میں یکساں ہے۔ مجھے اُس کے عذاب کا کوئی ڈر نہیں اور نہ ہی ثواب کی کچھ اُمید ہے۔ یہ اُس کی مرضی ہے وہ چاہے تو مجھے جنت میں ڈال دے چاہے تو دوزخ میں ڈال دے۔ میری جنت تو اُس کا دیدار ہے اور اُس سے دوری میرے لئے دوزخ سے بڑھ کر ہے۔ اُس کا قرب میرے لئے نور اور اُس کی دوری میرے لئے آگ کی مانند ہے۔ میرا دل اُس کے سوا کسی اور چیز میں نہیں لگتا اور میری نظر میں دونوں جہان مٹھی بھر غبار سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ وہ عطا کرنے والا ہے اور میں خطا کرنے والا ہوں اور جتنے میری گناہ زیادہ ہیں اُتنی ہی اُس کی رحمت بھی زیادہ ہے۔ جب مجھ جیسے غافل کی آنکھ کھلتی ہے تو اُس کی وحدت ظاہر ہوتی ہے۔ عشق کو آسان سمجھنے والو اس کی وسعت سے غافل ہو اور اگر تم عشق کے سمندر میں غوطہ زن ہو تو تمہیں پتہ چلے کہ یہ ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اگر میں اس کے عشق میں ڈوب کر ایک مستانہ نعرہ بلند کروں تو دنیا کا نظام ایک لمحے میں ہی بگڑ جائے۔



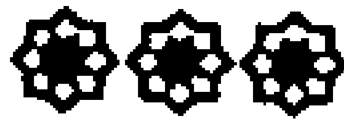
(۲)

تجلیہائے وحدت بیشمار است
نظر واجب بصنع کرد گار است
ببین زاہد جمال لم یزل را
کہ گرد او خط و خال و غدار است
تجلی در مقاماتِ محبت
نگار اندر نگار اندر نگار است
شدم غرقاب حیرت کاندر این بحر
ز گوہر کدامین آبدار است
میان عاشقان سرداہ گشتی
ز حق گوئی سر تو گو بدار است
جمالِ کل کہ در کل آن جمال است
بروح قدسی من آشکار است
سرم دارد خیال جلوہ ہو
دلم روحانیان را راز دار است

ہمین است اے شرف بسم اللہ عشق
کہ دل چون مرغ بسمل بے قرار یار است
شرف کم گوئی اسرارِ الٰہی
درین دوران کہ چون اغیار یار است

تشریح:

وحدت کی تجلیاں ویسے تو بے شمار ہیں مگر رب العزوجل کی صنعت پر نظر ڈالنا واجب ہے۔ اے زاہد! تو جمالِ الٰہی کو دیکھ کہ اُس کا خدوخال اور اُس کے رخسار کیسے ہیں۔ محبت کے مقامات میں تجلی نظروں کے اندر گہرائی تک ہے۔ میں نے جب سے اس سمندر میں غوطہ لگایا ہے تب سے میں حیرت میں گم ہوں کہ اس سمندر کے موتیوں میں سب سے چمکدار موتی کون سا ہے؟ اگر حق گوئی کی بدولت مجھے تختہ دار پر لٹکا بھی دیا جائے تو مجھے کچھ غم نہیں کیونکہ میں عاشقوں کے درمیان سردار بن جاؤں گا۔ اُس کا حسن اُس کے حسین ہونے کی وجہ سے ہے جو میری روح پر ظاہر ہوا ہے۔ میرا دل روحانیت کا رازدار ہے اور میرے دماغ میں اُس کا جلوہ سمایا ہوا ہے۔ اے شرف! عشق کی ابتداء ہی یہی ہے کہ دل مرغِ بسمل کی طرح بے قرار رہتا ہے۔ اے شرف! کم بولنا اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور وہ اس طرح کہ دوست غیروں کی طرح ہے۔

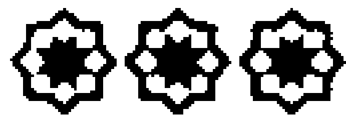


(۳)

گر عشق حقیقی است و گر عشق مجاز است
مقصود ازین ہر دو مرا سوز گداز است
گفتی تو الست و زدبام آواز بلی من
بنگر کہ مرا با تو زمیثاق نیاز است
راز تو بلب ناورد و دل شورش خون
ہر کس کہ درین دہر ترا محرم راز است
عشق ہست و صد آفات محن لازم و ملزوم
این منزل دشوار و رہ سخت دراز است
اندر دل اوگاؤخر و ذکر بلبہا
قاضی بتصور کہ ہمین حق نماز است
خواہی کہ روی بردر آن دوست قلندر
آن ہدیہ کہ مقبول شود عجز و نیاز است

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عشق حقیقی ہو یا حقیقی مجازی ہو میرا ان دونوں سے مقصود صرف سوز و گداز ہی ہے۔ اللہ عزوجل نے ''الست'' کا نعرہ لگایا اور میں نے جواب میں ''بلیٰ'' کا نعرہ لگایا جس کی وجہ سے میرا اُس کے ساتھ معاہدہ ہوا۔ اس دنیا میں جو بھی شخص اللہ عزوجل کا محرمِ راز ہو جاتا ہے تو اُس کا دل خون سے رنگین ہو جاتا ہے تب بھی وہ اُس کے راز کو ظاہر نہیں کرتا۔ عشق کے نتیجہ بے شمار بلائیں اور آفاتیں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں اور عشق کی منزل بڑی کٹھن اور مشکل ہے۔ قاضی کے دل میں گائے اور گدھے کا تذکرہ ہوتا ہے اور لبوں پر اللہ عزوجل کا نام اور وہ اسی کو اپنی نماز سمجھتا رہتا ہے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ آخر میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے قلندر! اگر تو اللہ عزوجل کے دروازے تک رسائی چاہتا ہے تو اُس دروازے تک رسائی کا ذریعہ عجز و انکساری ہے جو کہ وہاں قابل قبول فعل ہے۔



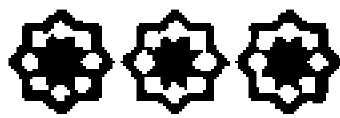
(۴)

ز عشق روئے نتابم اگر سرم بردد
نہ گہے از دل من یاد دلبر بردد
کجا زبادیہ عشق پائے باز کشم
اگرچہ بار من افتدہم اشترہم بردد
ہزار سربسر آید چو شمع تو بز تو
زدست تیغ جفائے تو ار سرم بردد
نصیب روئے رقیبان من شود یا رب
سیاہیے اگر از روئے اخترم بردد
فدائے زیور گوشش کہ گو شوارہ شود
بہ از زخم از دیدہ گوہرم بردد

دراز باد شب وصل تا ابد یا رب
کہ دلبرم بہانہ نہ از برم بردد
شرف چو شربت تو چشیدہ بگفت
مباد این کہ بلب نام کوثرم بردد

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عشق سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا اگرچہ میرا سر بھی اس راہ میں کٹ جائے مگر میرے دل سے محبوب حقیقی کی یاد کبھی نہیں مٹ سکتی۔ میں عشق کے صحرا میں ایک مرتبہ داخل ہونے کے بعد واپس باہر نہیں آنا چاہتا اگرچہ میرا رخت سفر گم ہو جائے۔ اگر پروانے کی طرح میں جل بھی جاؤں تب بھی شمع کے گرد منڈلانے سے باز نہیں آؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میری قسمت کی سیاہی ختم بھی ہو جائے تو اے میرے رب! یہ سیاہی میرے رقیبوں کے چہروں کے حصے میں آئے۔ نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ آرزو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے میرے رب! وصل کی یہ رات ہمیشہ کے لئے دراز ہو جائے تاکہ میرا محبوب کسی بہانے سے بھی اس محفل سے نہ جا سکے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے اللہ عزوجل کے دیدار کا شربت چکھا ہے تو اُس نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ اُس کے لبوں پر کوثر کا نام آجائے۔



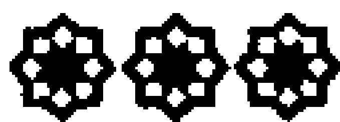
(۵)

گمان بردم زعشق تو جان نیارم برد
کہ گونہ گونہ غم عشق تو مرا آرزو
خلاف مصلحت بش ساقیانہ پندارم
اگر بجام کسان صافی و بجامم درد
نہ یک پسر بدلم جا کند نہ یک دختر
ہزار عشق بدینسان بزاد و باز بمرد
تو یک نظر بسر کوئی خود فگن بارے
کہ چند کشتہ غم عشقت از بزرگ واز خورد
چہ خوف محتسب و واعظ آرد اندر دل
طریق طعن و ملامت چو عاشق تو سپرد

زناوکے کہ بجست از کمان ابرویت
کدام ہست کہ بر سینہ زخم عشق نخورد
برداریم من و ساوَ جی زماہر یک
ہمان قدر کہ بود جاگی مناسب برد
قلندرانہ بسر مے برد شرف در عشق
کہ محو زلف تو گردید ریش و سر نسترد

تشریح:

میرا خیال تھا کہ میں تیرے عشق سے جانبر نہ ہوسکوں گا کیونکہ تیرے عشق کے غم نے مجھے طرح طرح کے دکھ دیئے ہیں۔اے ساقی! میں اسے مصلحت کے خلاف نہیں سمجھتا کہ لوگوں کے جام میں صاف شراب اور میرے جام میں صرف درد ہی درد ہے۔ایک لڑکے نے میرے دل میں میں گھر کیا ہے نہ کہ ایک لڑکی نے۔اس قسم کے ہزاروں عشق میرے دل میں پیدا ہوئے اور مر گئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی ایک نظر میرے کوچے میں ڈال کر دیکھ کہ تیرے عشق کے غم کے مارے چھوٹے اور بڑے کتنے ہیں۔جب تیرے عشق نے لعنت و ملامت کا راستہ طے کرلیا تو وہ محتسب اور واعظ سے کیا ڈرے گا۔وہ تیر جو تیرے ابروؤں کی کمان سے نکلا اُس کے سامنے کون ہے جو عشق کا زخم اپنے سینے پر نہیں کھائے گا۔میں نے اور ساوَجی (سلمان ساوَ مشہور فارسی شاعر) نے ہاتھ اٹھالیا اور ہم میں سے ہر ایک نے اتنے پیسے لئے جو مناسب تھے۔حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ آخر میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شرف نے عشق حقیقی میں قلندرانہ زندگی گزار دی اور اس کی داڑھی تو تیری زلف میں گم ہوگئی اور اُس نے سر نہ منڈایا۔



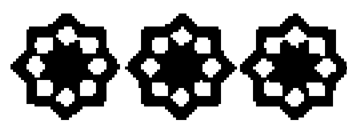
(۶)

ہزار سجدہ کہ یاران بصورت تو برند
ولے زباغ وفائے تو میوہ نخورند
خبر نبود عزرائیل را ز صورت تو
وگرنہ گفتے یاران ز سجدہ مفتقرند
کسان کہ منکر صورت پرستیت ہستند
اگرچہ عیسیٰ وقتند جملہ دم خرند
کسانکہ طاعت بت میکنند مغرور اند
اگر زنکتہ روئے تو ہیچ با خبرند
نبود سجدہ آدم مگر برائے رخت
کہ عاشقانت از ہر حجاب مے نگرند

جمال روئے تو در بحر و بر ہمے نگریم
درین محلّہ انا الحق زنان نہ معتبرند
شرف قلندری از پر تو جمال تو یافت
ز راز عشق وے ایں اہل زور بے خبرند

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوست تو محبوب کی صورت کو ہزاروں سجدے کرتے ہیں لیکن کسی نے تیری وفا کے باغ سے کوئی پھل نہیں کھایا۔ عزرائیل علیہ السلام بھی تیری صورت کے آشنا نہیں ہیں ورنہ وہ یہ نہ کہتے کہ یار سجدے سے بے نیاز ہیں اور جو لوگ تیری صورت پرستی کے منکر ہیں وہ خود میں اپنے وقت کے عیسیٰ ہیں لیکن حقیقت میں گدھے کی دم ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ بت کی عبادت کرتے ہیں وہ دھوکے میں ہیں اور اگر وہ تیرے چہرے کے ایک نکتے سے باخبر ہوتے تو ایسا نہ کرتے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تو چہرے کے لئے کیا گیا کیونکہ تیرے عاشق تو ہر پردے میں سے دیکھ لیتے ہیں۔ تیرے چہرے کا جمال تو ہم بحر و بر میں دیکھتے ہیں اس کوچے میں انا الحق کا نعرہ لگانے والے معتبر نہیں ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے قلندری تو تیرے جمال کی بدولت ہی نصیب ہوئی اور اس کا انکار کرنے والے عشق کے راز سے بے خبر ہیں۔



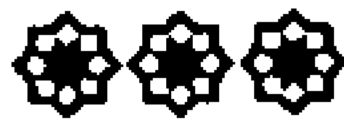
(۷)

شیخ۔ در عشق الٰہی وجد مے کن یک نفس
اشتر بے عقل ہم مے رقصد از بانگ جرس
چون بیاید عشق عقل از سر ہمے تازد برون
کے شتابد در رہِ عشق تو عقلم را فرس
ہم صغیران مرا کس در چمن گوید زمن
ہمچو مرغ نوگرفتارم تپان اندر قفس
علم و عقلم را فروغ جلوہ روئے تو سوخت
ہمچناں کز شعلہ آتش بسوزد خار و خس
گر تو شوق نغمہ داری بشنو این فریاد من
ایں چنیں دلکش نمے باشد نوائے ہمچلس
گر بودے صد ہزاراں ہمچومن شیدائے تو
وعدہ وصل ترا ہر گز نبودے پیش و پس

تاشود فارغ ز دنیا تا شود فارغ ز دین
بوعلی را یک نظر از چشم شہلائے تو بس

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے شیخ! ایک لمحے کے لئے عشق الٰہی میں وجد کر کیونکہ بے عقل اونٹ بھی گھنٹی کی آواز سن کر رقص کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جب عشق دل میں سماتا ہے تو عقل سر سے نکل بھاگتی ہے اور میری عقل کا گھوڑا بھی عشق کے راستے میں کب دوڑتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باغ میں میرے ساتھیوں کو کوئی میری طرف سے کہے کہ میں تو گرفت میں آیا ہوا پرندہ ہوں اور پنجرے میں تڑپ رہا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کے جلوے کی روشنی نے میرے علم اور عقل کو جلا ڈالا ہے بالکل اُسی طرح جس طرح آگ کا شعلہ خار و خس کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ پھر محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر تجھے نغمہ سننے کا شوق ہے تو میری یہ فریاد سن کہ کسی اور کی آواز میں اتنی دلکشی نہ ہوگی اور اگر لاکھوں لوگ میری طرح کے دیوانے ہوتے تو وعدہ وصل کرتے ہوئے پس و پیش نہ کرتے۔ بوعلی کو تیری ایک نظر دین اور دنیا سے فارغ کرنے کے لئے کافی ہے۔



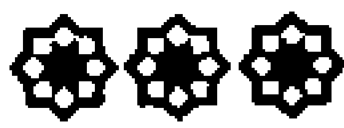
(۸)

جمالت بود اندر روئے آدم
کہ مے بودش شرف بر جملہ آدم
اگر این نقطۂ دانستے عزازیل
ہزاروں سجدہ آور دے دمادم
بر آدم منکشف شد جملہ اسمائے
ملائکہ اندران جا ماندہ ابکم
کسے کورا زبان بر بستہ نبود
حریم قدس او را نیست محرم
چہ نامے کز ثنائش چند فصلے
نوشتہ بر جبین عرش اعظم
رود آن نام را جانم بہ قربان
کنم آن نام را من دور پیہم
خوشا نامے وخوش آن صاحب نام
بہ جز نامش نباشد اسم اعظم

بہ عشق او شود دنیا و دین مست
اگر مستانہ آوازے بر آرم
شرف در صورتِ پاکش عیان دید
جمال لا یزالی را مسلم

تشریح:

حضرت آدم علیہ السلام کے چہرے میں تیرے جمال کا عکس موجود ہے اسی لئے اُنہیں تمام انسانوں پر شرف حاصل ہوا۔ اگر ابلیس کو یہ نکتہ معلوم ہو جاتا تو وہ سجدے سے انکار کی بجائے ہزاروں سجدے مسلسل کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اسمائے الٰہی منکشف ہوئے اور جو فرشتے اُس وقت وہاں موجود تھے وہ بہرے رہے۔ جس کی زبان بند نہ ہو تو بارگاہِ الٰہی میں اُس کا کوئی محرم راز نہیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ کون سا نام ہے کہ اُس کی تعریف کی چند فصلیں عرشِ اعظم کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہیں۔ میں اُس نام کے صدقے جاؤں اور میری جان اُس نام پر قربان کہ اُس کے علاوہ اسم اعظم اور کیا ہوسکتا ہے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس کے عشق میں اگر میں ایک نعرۂ مستانہ بلند کردوں تو تمام دین و دنیا مست ہو جائیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب کی صورت میں واضح طور پر حسن لازوال کو دیکھا ہے۔



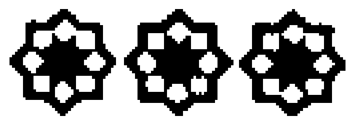
(۹)

اے ثنایت رحمتہ اللعالمین
یک گدائے فیض تو روح الامین
اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال
زد رقم بر جبہہ عرش برین
آستانِ عالی تو بے مثل
آسمانے ہست بالائے زمین
آفرین بر عالم حسن تو باد
مبتلائے تست عالم آفرین
یک کف خاک از در پُرنور او
ہست مارا بہتر از تاج و نگین
خرمن فیض ترا اے ابر فیض
ہم زمین و ہم زمان شد خوشہ چین
از جمال تو ہمے بینم مسا
جلوہ در آئینہ عین الیقین

خلق را آغاز و انجام از تو ہست
اے امام اولین و آخرین
غیر صلوٰۃ و سلام و نعت تو
بوعلی را نیست ذکر دلنشین

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے در کے بھکاری ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو عرش کی پیشانی پر لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آستان جو زمین پر اور آسمان پر ہے بے مثال ہے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا کو پیدا کرنے والا خود بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُرنور دروازے کی مٹھی بھر خاک ہمارے لئے تخت و تاج سے بہتر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کی بدولت عین الیقین کے آئینے میں رات کو جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ مخلوق کا آغاز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور انجام بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام اولین وآخرین ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اور اُن پر درود و سلام کے سوا کوئی بھی ذکر میرے دل کو پسند نہیں ہے۔



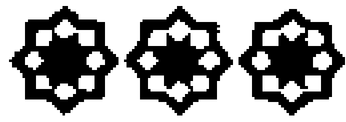
(۱۰)

از بشر تا بملائک همه دیوانه تو
بر لب هر کس و ناکس بود افسانه تو
همه از مستی و رندی شده رقصاں بفضا
ذره ذره شده بد مست از پیمانه تو
تا قیامت نه بخویش آید و از هوش روذ
هر که آرد به نظر جلوه مستانه تو
عشق آمد که دران شمع جمال افروزد
چون دل عاشق صادق شده کاشانه تو
سوخت از شمع جمال تو پر و بال آن را
طائر سدره نشین چون شده پروانه تو
آنکه گوید بزبان حرفے از اوصاف ترا
هست نامحرم راز تو و بیگانه تو

لامکان ہم و مکان تو پس پشت بماند
دیدنی ہست شرف ہمت مردانہ تو

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان سے فرشتے تک سب تیرے دیوانے ہیں اور ہر ایک لبوں پر تیرا ہی افسانہ ہے۔ سب مستی اور رندی کی وجہ سے فضا میں رقص کر رہے ہیں اور تیرے جام سے کائنات کا ذرہ ذرہ مست ہو چکا ہے۔ جو شخص بھی تیرا یہ مستانہ جلوہ دیکھ لیتا ہے اُس کے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور وہ قیامت تک مدہوش رہتا ہے۔ درخت سدرہ پر بیٹھنے والا پرندہ جب تیرا پروانہ بنا تو تیرے حسن کی شمع سے اُس کے بال اور پر جل گئے اور اگر کوئی شخص اپنی زبان سے تیرے اوصاف کی کوئی بات بیان کرنا چاہتا ہے تو وہ تیرے راز سے انجان اور تجھ سے بھی ناواقف ہے۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے شرف! تیری مردانہ ہمت دیکھنے کے قابل ہے اور لامکان سے بھی تیرا مکان بہت پیچھے رہ گیا ہے۔



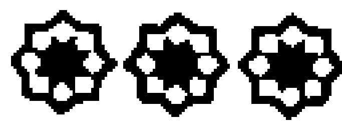
(۱۱)

مے زنم فاش در تصور او
نعرہ لا الہ الا ھو
عاشقان سجدہ مے کنند اورا
ہر کہ از خون دل کند وضو
زاہدا گر فراغ دل جوئی
برکش از مے و جام بر لب جو
عشق او پارہ پارہ کرد دلم
بادہ جوشید شد شکستہ سبو
طائر سدرہ را بدام آرد
شاہد من بحلقۂ گیسو
روئے او را بجلوہ مے بیند
آنکہ گرداند از دو عالم رو
ما دران کوئی گرزحد ادب
پائے بیرون نہیم یک سر مو

جان و دل عقل و علم و دین مارا
سوزد از برقے از تجلی او
بوعلی در خیال جلوہ دوست
مے زند باز نعرہ یاہو

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں دوست کے تصور میں لا الہ الا اللہ کا نعرہ کھلم کھلا بلند کرتا ہوں اور جو کوئی اپنے دل کے خون سے وضو کرتا ہے تو عاشق اُسے سجدہ کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ زاہدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے زاہد! اگر تو دل کی فراغت چاہتا ہے تو ندی کے کنارے بیٹھ کر شراب کے دو جام پی۔ نیز فرماتے ہیں کہ محبوب کے عشق نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا اور شراب نے اس قدر جوش مارا کہ مٹکا ٹوٹ گیا۔ میرا محبوب طائرہ سدرہ کو اپنی زلفوں کے حلقے میں پھنساتا ہے اور اُس کے مکھڑے کو وہ سامنے سے دیکھتا ہے جو دونوں جہانوں سے اپنا منہ موڑ لیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اُس کے کوچے میں اگر حد ادب سے ایک بال کے برابر بھی پاؤں باہر رکھیں گے تو ہماری جان و دل، عقل و علم اور دین اُس کی برقی تجلی سے جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں یار کے جلوہ کے خیال سے ''یا ھو'' کا نعرہ بلند کرتا ہوں۔''

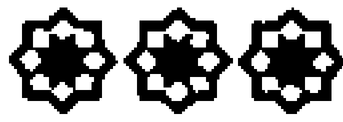


(۱۴)

عاشقا خیز و گام در رہزن
عقل باشد درین سفر راہزن
گر نہ مرد گرد عشق مگرد
چون مخنث ز دور دہ دہ زن
خرمن صبر را بآتش دہ
طعنہ بر روئے عقل ابلہ زن
ہر بلائے کہ آیدت از عشق
برسر آن دراگیر و قہقہہ زن
مصر خواہی چو یوسف کنعان
خیمہ اعتکاف در چہ زن
جان در انداز و راہ جانان گیر
برتر از کائنات خرگہ زن
دست بر کش شرف ز جان اول
گام درِ راہ عشق دا نگہ زن

تشریح:

اے عاشق! تو اٹھ اور اس راہ میں قدم رکھ اُس راہ میں جس راہ میں عقل راہزن ہے اس لئے اُس سے بچ کر چلنا۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو عشق کے قریب بھی نہ جا اور ہیجڑوں کی طرح دور سے ہی واہ واہ کرتا رہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر کے کھلیان کو آگ کے حوالے کر اور اے احمق! عقل کے منہ پر طعنے مار اور عشق کے راستے میں جو بھی بلا تجھ پر آئے اُس پر خوشی کا اظہار کر اور اُسے قبول کرتے ہوئے مسکرا۔ اگر تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف مصر جانا چاہتا ہے تو کنویں میں اعتکاف کا خیمہ لگا لے اور اپنی جان قربان کر اور محبوب کی راہ لے۔ اس کائنات سے بالاتر ہو کر اپنا خیمہ لگا۔ پھر خود سے مخاطب ہوتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے شرف! اگر تو عشق کی راہ میں قدم رکھنا چاہتا ہے تو پہلے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھ۔

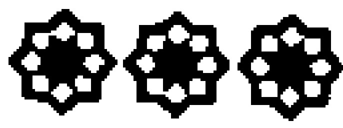


(۱۴)

مانیم و چشم وقف رہ انتظار دوست
بنشستہ ایم بسر رہگزار دوست
گر دوست جلوہ گر شود امشب بخانہ ام
ہوش و حواس صبر کنم من نثار دوست
اے خضر دستگیر منؑ بے قرار شو
آوارہ میردم کہ ندانم دیار دوست
مائیم و رنج ہجر کہ شام و سحر کشیم
خوش طالع کسیکہ شود ہمکنار دوست
مرغ دلم بدانہ دنیا نمے پرد
زیرا کہ گشت طائر روحم شکار دوست
این دفتر ار بباد دہی پر مناسب است
کین علم و عقل و دین تو ناید بکار دوست
تا دوست در کنار من آید بدین امید
دل از کنار من روو اندر کنار دوست
گر چشم دل کشادہ شود اے شرف ترا
ہر ذرہ جہان شدہ آئینہ دار دوست

تشریح:

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اور ہماری آنکھیں دوست کے راستے کے انتظار میں وقف ہیں اور ہم دوست کی راہ میں بیٹھے اُس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر دوست آج کہ شب میرے گھر میں اپنا جلوہ دکھا دے تو میں صبر کے ہوش و حواس اُس پر قربان کر دوں۔ پھر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خضر علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھ بے قرار کی دستگیری فرمائیں کہ میں بھٹک رہا ہوں اور مجھے دوست کے ملک کے بارے میں کچھ پتہ نہیں۔ جہاں وہ لئے جاتا ہے میں وہیں چلا جاتا ہوں کیونکہ میری باگ میرے دوست کے ہاتھ میں ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں ہوں اور جدائی کا رنج ہے جو صبح و شام میں برداشت کر رہا ہوں اور وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جو دوست سے ملتا ہے۔ میرے دل کا پرندہ دنیا کے دانوں کے لئے پرواز نہیں کرتا کیونکہ میری روح کا پرندہ دوست کے ہاتھوں شکار ہو چکا ہے۔ اس دفتر کو اگر میں برباد کر دوں تو درست ہے کیونکہ میرا علم، عقل اور دین دوست کے کسی کام کا نہیں ہے۔ میرا دل اس اُمید پر دوست کی آغوش میں جا رہا ہے کہ دوست میری آغوش میں آئے گا۔ پھر خود سے مخاطب ہوتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے شرف! اگر تیرے دل کی آنکھ قربان ہو جائے تو دنیا کا ہر ذرہ دوست کا آئینہ بن سکتا ہے۔

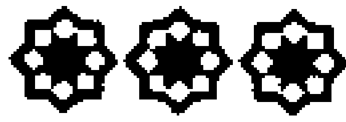


(۱۴)

جمال پیکرش سر الٰہی است
کہ برتر از سفیدی و سیاہی است
بہ عشقش دین و دل باز و میندیش
کہ اندر عشق اوامر و نواہی است
زہے شاہد کہ من شیدائے اویم
ز رویش پرتو از ماہ تا ماہی است
خدا در بت پرستی مے توان دید
کہ اندر بت ہمہ سر الٰہی است
بینگیز ہمین عشق الٰہی
مگر آواز مطرب از ملاہی است
ہمیں غافل کند از غیر معشوق
مگر نوشیدن مئے از مناہی است
سوال از وی غنی کرد است مارا
گدای درش چون پادشاہی است
ز طوفان ہوا و حرص دنیا
جہاز عمر ما نذر تباہی است
ز جرم کشف اسرار تو در نظم
قلندر در مقام عذر خواہی است

تشریح:

اُس کے پیکر کا جمال رازِ الٰہی ہے کیونکہ وہ سفیدی اور سیاہی سے بالاتر ہے۔ اُس کے عشق میں دین ودل ہار دے اور کچھ اندیشہ نہ کر کیونکہ عشق کے اندر ہی اوامر ونواہی ہوتے ہیں کہ جن کاموں سے روکنے کا حکم دیا جاتا ہے اور جن سے روکا جاتا ہے۔ اُس محبوب کی کیا بات ہے جس کا میں شیدائی ہوں اور اُس کے چہرے کا عکس ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ کو بت پرستی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ بت کے اندر اللہ کے سارے راز چھپے ہوئے ہیں۔ گانے والے کی آواز تو عشق الٰہی کو اُبھارتی ہے اس لئے اُس کو بُرا مت کہو۔ کیا شراب پینے کی ممانعت اسی وجہ سے ہے کہ یہ معشوق کے علاوہ ہر چیز سے غفلت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ محبوب سے سوال کرنے کے بعد ہم بے نیاز ہو گئے کیونکہ محبوب کے در کی گدائی تو بادشاہی سے بڑھ کر ہے۔ دنیا کی آزمائشوں کی وجہ سے ہماری زندگی کا جہاز تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔ آخر میں حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبوب کے راز کو فاش کرنے کے جرم میں قلندر معذرت کے مقام پر کھڑا ہے۔

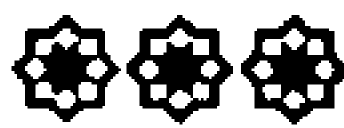


(۱۵)

در دیده تا خیال جمالت مصور است
ملک دو عالم بعنایت مقرر است
روحانیان به پیش تو در سجده میروند
عیسیٰ اگر سجود نیارد دَم خراست
تا نقش پیکرے تو بچشم شعاع زد
پیوسته نورِ پاک فدائم برابر است
شوقت بسینه شور انا اللہ می زند
این قول نزد مدعیان گرچه منکر است
نورت بصورتے که بچشم نموده ماند
نورِ الٰہی است که موعود محشر است
چندین ہزار نکته توحید خوانده ایم
زان خط که در عبادت، حسنت مسطرات
ذاتِ خدا اگر نه بصورت کند حلول
دیدم بروئے تو که زنورش مصور است
از لمعه که روئے تو افگند چشم من
تا حشر از جمال الٰہی منور است

تشریح:

جب تک آنکھوں میں تیرے جمال کے خیال کی تصویر ہے دونوں جہانوں کی بادشاہی اُس کے طفیل ہی مجھے ملی ہوئی ہے۔ روحانیت تیرے سامنے سربسجود ہے اور اگر عیسیٰ سجدہ نہ کرے تو وہ دم خر ہے۔ جب سے تیرے پیکرِ نقش میری آنکھ میں شعاع بن کر اُترا ہے تب سے محبوب کا نور ہمیشہ میرے سامنے ہے۔ محبوب کے عشق نے میرے سینے میں انا اللہ کا شور بلند کیا اگرچہ یہ بات دشمنوں کے نزدیک بُری ہے۔ محبوبِ حقیقی کا نور جس طرح میری آنکھ کو دکھایا گیا وہ تو نورِ الٰہی ہے جس کو حشر کے دن دکھایا جانا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے توحید کے کئی ہزار نکتے اس خط سے پڑھے ہیں جو تیرے حسن کی عبارت میں تحریر ہیں۔ اگر خدا کی ذات صورت میں حلول نہیں کرتی تو پھر یہ کیا ہے کہ میں نے تیرے چہرے کو دیکھا اُس میں تو نور کی تصویر نظر آتی ہے۔ تیرے چہرے سے جو روشنی میری آنکھ کو ملی ہے اُس سے میری آنکھ حشر تک منور رہے گی۔



مثنوی گل و بلبل

(۱)

مرحبا اے بلبل باغ کہن
از گلِ رعنا بگو با ما سخن

مرحبا اے قاصد طیارِ ما
می دہی ہر دم خبر از یار ما

مرحبا اے ہد ہد فرخندہ فال
مرحبا اے طوطی شکر مقال

در زمان ہفت آسمان را طے کنی
مرکبِ حرص و ہوا را پے کنی

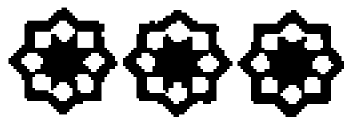
دمبدم روشن کنی در دلِ چراغ
ہر نفس از عشق سازی سینہ داغ

از تو روشن گشت فانوس تنم
از تو حاصل شد مرا وصل صنم

مرحبا اے رہنمائے راہ دی
از تو روشن شد مرا چشم یقیں

یافت قالب طینت پاکی ز تو
شد پریشاں آدم خاکی ز تو

مرحبا اے فیض بخش کائنات
یافت ترکیب از وجود تو حیات



(۲)

دل چو آلو دست از حرص و ہوا
کے شود مکشوف اسرارِ خدا

صد تمنا دردلست اے بو الفضول
کے کند نور خدا در دل نزول

دین و دنیا ہر دو کے آید بدست
ایں فضولیہا بکن اے خود پرست

بر تو قسمت میرسد اے بے خبر
پس چرا قانع نہ بر خشک و تر

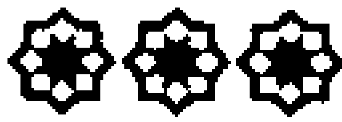
حرصِ تو دلق قناعت پارہ کرد
نفسِ امارہ ترا اوارہ کرد

ہست دنیا پیر زال و پر فریب
می کند پیر و جواں را بے شکیب

عارفاں دادند اوراصد طلاق
ہر کہ عاشق شد بردا وگشت عاق

ایں سخن در گوش داری اے جواں
مولوی گفتہ زروے امتحاں

”ہم خدا خواہی وہم دنیاے دون
ایں خیال است ومحال است وجنوں“



(۳)

مرد باید تا نہد بر نفس پا
بگذرد از شہوت و حرص و ہوا

دست ہمت را بر افرازد بلند
نفس را چون صید آرد در کمند

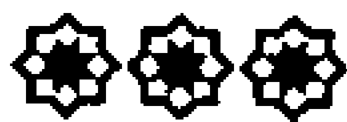
دست را کوتاہ ساز داز ہوس
بشکند با چنگ ہمت ایں قفس

گر خوری یک لقمہ از وجہ حلال
نور تابد بردل از مہر کمال

گرشوی از لقمۂ شبہ نفیر
نفس را سازی بفضلِ حق اسیر

دل شود روشن زنور آئینہ دار
پرتو اندازد در آئینہ نگار

چوں کشائی چشم ما اہل یقیں
ہر طرف تاباں جمالِ یار بیں



(۴)

زہد و تقویٰ چیست اے مرد فقیر
لا طمع بودن ز سلطان و امیر

زہد و تقویٰ نیست ایں کز بہر خلق
صوفی باشی و پوشی کہنہ دلق

شانہ و مسواک و تسبیح ریا
جبہ و دستار و قلب بے صفا

پیش و پس گردد مرید نا خلف
چوں خرابلہ پے آب و علف

چوں بہ بینی چند کس بیہودہ گرد
خویش را گوئی منم مردانہ مرد

دام اندازی برائے مرد و زن
خویش را گوئی منم شیخ زمن

وعظ گوئی خود نیاری در عمل
چشم پوشی ہمچو شیطان دغل

مکرو تلبیس و ریا کارت بود
ہر نفس شیطان ترا یارت بود

چوں شوی استادہ از بہر نماز
دل بود درگاو و خر اے حیلہ ساز

آں نماز تو شود آخر تباہ
فکر باطل ہا کند رویت سیاہ

چوں در ایمانت قنداً خر قصور
ہاں چرا خوانی نماز بے قصور

برمصلا چوں نشینی قبلہ رو
چشم پوشی دل بود جائے گرد

خادمان گویند ایں شیخِ زماں
چشم پوشیدہ ست از خلق و جہاں

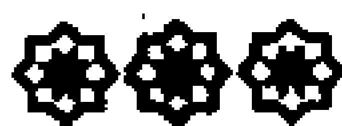
شیخ را لاہوت باشد منزلش
شد فنا ذاتِ بقا شد حاصلش

ایں خوشامد گوی چندیں ابلہاں
رہزر نانند رہزر نانند رہزناں

از ستایش خویشتن را گم مکن
عیب خود بیں عیب بر مردم مکن

اے گرفتار آمدی در بند نفس
اِنفس کافر رابکش بشکن قفس

تا کنی پرواز سوے اصل خویش
جا کنی در آشیانِ وصلِ خویش



(۵)

یار رامی بیں تو در ہر آئینہ
سوز و سازِ اوست، در ہر طنطنہ

ہرچہ آید درِ نظر از خیر و شر
جملہ ذاتِ حق بود اے بے خبر

اوست در ارض و سماء لا مکاں
اوست در ہر ذرہ پیدا و نہاں

پاس دار انفاس اے اہلِ خرد
تا ترا ایں فاصلہ منزل برد

اوست پیداؤ نہان و آشکار
جلوہ ہا کر دست در ہر شے نگار

ہوش دردم دار اے مردِ خدا
یک نفس یک دم معاش از حق جدا

نفی گرداں از دلِ خود ما سوا
تانہ گنجد دردلت غیر از خدا

زنگ دل از صیقل لا پاک کن
سینہ با تیغِ محبت چاک کن

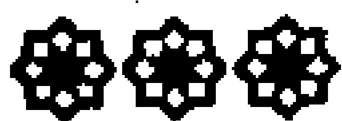
اسم ذات اوچو بر دل نقش بست
سکہ ضرب محبت خوش نشست

گشت چوں بر نقشِ دل نقشِ الہ
غیر نقش اللہ را اے دلِ مخواہ

چون شوی فانی تو از ذکر خدا
راہ یابی در حریم کبریا

چوں بمانی با خدا یابی وصال
خویش را گم ساز اے صاحب کمال

ہر کہ شد در بحر عرفاں آشنا
ذرّہ ذرّہ قطرہ و انداز خدا



(۶)

بود مردے عارف و صاحب کمال
کوچہ دل بستہ از وہم و خیال

بادشاہی کرد بدر اقلیم دل
بود از ایام غفلت منفعل

سالہا کرد عبادت بے ریا
درویش نگزشت جز ذکر خدا

چون چنیں بگذشت اورا چند سال
خویش را از کاملاں کردہ خیال

گفت مثلم نیست کامل در جہان
چوں عسس ہستیم بر دل پاسباں

شہوت و حرص و ہوس کر دیم دور
از تعلقات دلم دارد نفور

ایں تصور کرد چون مردِ خدا
ناگہاں در گوش او آمد ندا

از تکبر چون نظر کردی بخویش
دور افتادی حجاب آمد بہ پیش

نہ گردد رفع از تو آن حجاب
کے نہی پا در حریم آن جناب

منفعل شد شیخ اُز اسرار خویش
شد پریشان توبہ کرد از کار خویش

بازبستہ عہد تازہ با خدا
تا کند در راہ حق جان را فدا

پاک کن آئینہ دل از غبار
تا بیابد عکس از روئے نگار

آنچہ می خواہد دلت ای حیلہ جو
نفس تو صد حجت آرد بہر تو

گر حرامت میکنی بر خود حلال
میشود تسکین دلت با صد خیال

چون مسلط بر تو ردد این مرض
عدل و انصافت بود بہر غرض

جہد کن بانفس تا عادل شوی
باش مصنف تا کہ صاحبدل شوی

یاالٰہی چشم بینائی بدہ
در سرم از عشق سودائی بدہ

آتش افگن در دلم مانند طور
شعلہ برخیز دو گرد و زنگ دور

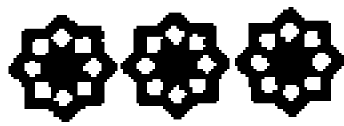
سالہا شد از تو می خواہم ترا
حاجتم را چوں نمی سازی روا

از لسان الغیب ایں گردد نوید
از در توکس نہ گشتہ نا امید

ہر کہ باشد ہمیت امید وار
شاہد مقصود باید در کنار

اے خدائے من بہ حقِ مصطفٰے
از طفیلِ حرمتِ آلِ عبا

روزِ محشر دار ما آلِ رسول
از طفیلِ مبتلاں گردد قبول



ہماری چند دیگر مطبوعات











ناشر
اکبر بک سیلرز